اخلاق
اثبات الحجاب

اَلْحَیَاءُ مِنَ الْاِیْمَانْ

الحمد للہ کہ صحیفہ لاجواب

اثبات الحجاب

بالعقل والسنۃ والکتاب

از تصنیفات عالیجناب مولانا السید محمد مجتبیٰ صاحب

نوگانوی فقیہ فاضل ادیب فاضل صدر الافاضل

مصنف ارغام الکفرۃ، الاعتبار، تعلیم الشہدا وغیرہ وشارح سمط الدرر

در مطبع محبوب المطابع طبع شد

بار دوم

انمول موتی

تعلیم الشہداء۔ شہداء کربلا کی جاں نثاریوں سے اخلاق اسلام اور نوامیس و قوانین ایمان کی زریں تعلیمات حسینیوں کے لیئے نادر تحفہ ہر ہر عنوان دلکش، ہر ہر جملہ فیصلہ کن، ہر ہر فقرہ سبق آموز، حمایت مذہب، ایفائے وعدہ، مواساۃ و مواخاۃ، محبت اہلبیت، معرفت امام صلہ رحم، اطاعت والدین، پردہ نسوان، نماز روزہ حج زکوۃ خمس وغیرہ کے زریں درس، اعتراضات مخالفین کے دنداں شکن جوابات، سلاست و پاکیزگی زبان کا اعلیٰ نمونہ مناظرہ کے لیئے بہترین ذخیرہ، مجالس اہلبیت کے لیئے عمدہ ترین مجموعہ قیمت صرف ایکروپیہ

الاعتبار۔ فرقہ حقہ کے متعلق گبن، جوزف اور کارلائل جیسے کثیر التعداد محققین اور دیگر مذاہب کے ۲۰۰ سے زائد اقوال، حقانیت و مذہب شیعہ کا پر آب آئینہ، فیصلہ کن حق نما سنسنی خیز مضامین کا بالکل نیا مجموعہ ہر فصل کی ابتدا میں فاضل مولف کے تمہیدی و استدلالی اضافات اعتراضات مخالفین کے مسکت جوابات، مومنین کیلئے نفیس ذریعہ فخر و مباہات بالاستیعاب مطالعہ کی قابل کتاب قیمت ایکروپیہ

تاریخ العلماء۔ اسمیں ۳۰۰ علماء و مجتہدین ہند کے مستند و مفصل حالات تقریباً ۵۰۰ صفحات میں نہایت سلاست و پاکیزہ عبارات کے ساتھ درج کیئے گئے ہیں جو انتہائی کاوش اور نہایت عرقریزی کا نتیجہ ہیں۔ اسکے مطالعہ میں علم کے پر بہار گلزار کی روح پرور سیر کا لطف ہے۔ قیمت عہ

مصائب الابرار۔ اسمیں وہ مصیبتناک حالات و واقعات جو عوام مسلمین کے ہاتھوں محبت آل اطہار میں محبان اہلبیت پر واقع ہوئے تقریباً گیارہ سو کی تعداد میں درج کیئے گئے ہیں قیمت ۸ آنے

سلسلۃ الذہب۔ یعنی جناب زینب صلوۃ اللہ علیہا کے مفصل و ایمان افزا حالات جنپر اطلاع محبان حسین مظلوم کیلیئے ایک امر اہم و ضروری ہے قیمت ایکروپیہ چار آنہ۔

وظائف الشیعہ مترجم یعنی اوراد و وظائف تعقیبات، مشہور و مستند دعائیں اور انکا ایسا سلیس و عام فہم ترجمہ جو بجائے خود اردو دعاؤں کا ذخیرہ معلوم ہوتا ہے۔ قیمت ایکروپیہ

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

احسن الثّناء والتّحمید لمن احتجب عن عیون الناظرین بغیر حجاب، وافضل الشکر والتّمجید لمن تستر عن ابصار العالمین وغاب، واکمل الصّلوٰۃ واتم السّلام علیٰ نبیّہ المعتام ورسولہ المبعوث لھدایۃ کافۃ الانام الی الصواب، والتّشفیع لیوم الحساب، حین لا یبقیٰ للظلمۃ الفسقۃ احتجاب وعلیٰ آلہ البررۃ الانجاب الاطیاب، الذین لدیہم علم الکتاب فھدٰا الی خیر سبل العفاف والحیاء بالتبشیر بالثواب، والانذار عن العذاب من یومنا ھذا الیٰ یوم المعاد والماٰب۔

امّا بعد اسلام کی غمناک کہانیاں اور پُرالم افسانے، مسلمانوں کی دلسوز غفلت شعاریاں اور تباہی اثر سانحے اب قابل بیان نہیں رہے، پروردہ آغوش حقیقت، فطرت مذہب کا نام لینے والوں کے درد آمیز قصے کہنے سننے کو اب دل نہیں چاہتا، اے اسلام کے

مٹے ہوئے نام و نشان! اے مذہب حقہ کے گئے ہوئے شوکت و اجلال! اے شریعت غرا کے کھوئے ہوئے اقتدار و اقبال! آ اور راہ گم کردہ کاروان کی رہبری کر، ساحل از دست رفتہ کشتی کی ناخدائی فرما، اور مسلمانوں کی رگ حمیت میں ایسا ہیجان پیدا کر کہ لاج رہجائے" ہر مذہب اپنے سچے حامیوں کے بعد مردہ بدست زندہ کا سچا مصداق اور پابندی اصول و ترقی طریقت کی مٹی ہوئی تصویر ہے۔ بظاہر شریعت بیچاری بے وارث و بے والی اور مسلمان در گور و اسلام در کتاب کا زمانہ ہے اس صورت میں پسماندگان بزرگان دین و ابنائے اسلام خود مختار ہیں کہ اس بیوہ شریعت اسلام کو نطاق عزت و حرمت اور قلعہ عفت کے اندر اپنی شہرہ آفاق چمکتی ہوئی تلواروں کے سایہ میں رکھیں یا اپنی آنکھوں پر بے حیائی و بے دینی کا پردہ ڈالکر اسے اپنے دشمنوں کے حوالے کر دیں، جس سے اسلامی جاہ و مرتبہ اور شریعت مطہرہ کا رعب و دبدبہ ان قوموں کے قدموں میں پامال ہو جائے جنہیں از روئے اصول قرانی ہمیشہ اسلام کے ماتحت اور قلادہ اطاعت میں رہنا چاہیے۔

ہم تو سمجھے تھے کہ اسلام ایک مستقل مذہب اور من جمیع الوجوہ کامل و مکمل اصول و قواعد کا مرکز ہے۔ اسکے احکام غیروں کے نازیبا رواسم اور بیہودہ رواجوں سے بے نیاز بلکہ منزلوں دور ہیں، ہم تو سنتے تھے کہ اسلام کے قوانین دوسروں کو اپنا پابند بنانیوالے ہیں اور ہمارے مذہب کا ایک جز بھی ایسا نہیں جسمیں دوسروں کے ناگوار شعار اور توہین آمیز رفتار کے اختیار کر لینے کا سبق دیا گیا ہو، ہمیں تو یہ یقین تھا کہ مقنن اسلام نے ایسے نہ بل سکنے والے مضبوط قوانین اور نہ جنبش کھا سکنے والے مستحکم اصول بنائے ہیں جنکے آگے تمام مذاہب عالم کے مقننین حواس باختہ اور سپر انداختہ ہیں مگر افسوس کہ اسلام کے فرزند اپنی بے بس و بیکس شریعت کا جنازہ اٹھا کر پانی میں بہا دینے کے لئے تیار ہیں پرانی باتیں ہیں اور کبھی کے کانوں میں پڑے ہوئے واقعات ہیں کہ اسلام میں عفت و عصمت کے جنازے پردہ شب میں اٹھا کرتے تھے مگر اب دولت عزت و ناموس اسلام دن میں لٹنا چاہتی ہے بڑے لوگوں کی زبانیں کہہ گئی ہیں کہ حیا ایمان کا جزو اعظم ہے، حیا کی کمی ایمان کی کمی ہے، شرم و حیا ارباب شرافت کا دین و ایمان ہے اسلام میں احیاد

ناموس اور بقاء عزت کی زبردست ہدایات ہیں، عزت ریزی کے اسباب سے دور رہنا، اپنی عزت کو اپنے ہاتھ میں رکھنا اپنے ناموس کی خود حفاظت کرنا، حمایت عفت کے تمام وسائل و ذرائع بہم پہنچانا حامیان ایمان و رہروان مسلک اسلام کی کہنہ مشق عادتیں اور دیرینہ خصلتیں ہیں، پردہ داری، صنف نسوانی کا ایک محدود منظر کے اندر رہنا، بے محل آمد و رفت اور نامناسب نظر بازی سے اجتناب شعار ایمان و شان اسلام ہے مگر نہ پوچھئے کہ کس حد تک یہ عادتیں باقی ہیں کہاں تک یہ خصلتیں پائی جاتی ہیں، کسقدر شعار ایمان و شان اسلام کی پابندیاں ہو رہی ہیں، وعظ و نصیحت کی صعب ترین منزلیں ایسے پر ہیبت و ہلاکت مقامات طے کرنیکے بعد ہاتھ آسکتی ہیں جہاں غیر معصوم کا گزر ذرا مشکل سے ہی ہوتا ہے اور موعظہ کی ناخوشگوار و دہشت ناک راہیں ایسی ایسی پر خطر وادیوں میں ہو کر گزرتی ہیں جہاں بڑے بڑے ارباب عقل و ہمت اور صاحبان حوصلہ و فراست تکان زدہ نظر آتے ہیں اسپر میری یہ ناسمجھی کہ اپنے پیروں سے ان مشکلوں اور صعوبتوں کی طرف جا رہا ہوں مجھے یہ ناسمجھی مبارک اسلئے کہ با دلائے اہلبیت ہوں شاید ان کے مسائل اور آئین کی اشاعت و تبلیغ میں کوئی ایسا کاری کلمہ زبان سے نکلجائے جو میری مغفرت کا سبب ہو، لیکن نزاکت زمانہ اور نئی روشنی کی نرالی نہ رکنے والی رواں دواں منطق کے خوف سے قلم کانپتا ہی دور حاضر کی یہ حالت کہ اگر ہر مسئلہ کی لم اور علت ظاہر نہ کر دیجئے یا سائل کا دماغ وہاں تک رسائی نہ کر سکے تو گھر بیٹھے بیٹھے ساری کی ساری شریعت کی نامعقولیت کا مفت فتویٰ لے لیجئے یا اگر دلیل میں کلام خدا پیش کیجئے تو اول اس امر کی دلیل تیار کر لیجئے "کہ خدا کی ضرورت کیوں ہے، خدا خدا کیونکر ہے" اسکی خدائی کس طرح ثابت ہے۔ خلقت و تدبیر عالم کے لئے محض مادہ کافی کیوں نہیں یہ تمام مراحل حل کر رکھئے تب ثبوت میں آیت قرانی لانے کی جرأت کیجئے اسکے بعد بھی اسکا ثبوت باقی رہجاتا ہے کہ جس کلام کو آپ پیش کر رہے ہیں یہ خدا ہی کا کلام ہے یا رسول کا خود ساختہ یا کچھ اور ثبوت میں حدیث حاضر کیجئے تو اس سوال کا جواب مہیا کر رکھئے کہ جس سے آپ یہ حدیث نقل کر رہے ہیں "یعنی نبی یا امام" اسکی نبوت یا امامت کی کیوں ضرورت ہوئی اسکی نبوت یا امامت پر کیا دلیل و برہان ہے،

دہاں خدا اور کلام خدا کی دھجیاں اڑیں تھیں یہاں نبوت و امامت کے لالے پڑ گئے، علیٰ ہذا اگر کسی حکیم و عاقل کا قول دلیل میں لائے تو مخاطب کہیگا کہ حضور میں خود بھی حکیم و عاقل ہوں اور اگر اپنی طرف سے کوئی بات کہیئے تو یہ اعتراض ہوگا کہ جناب والا واعظ کو عادل ہونے کی ضرورت ہے اور عادل ہماری زبان میں معصوم کو کہتے ہیں لیکن یاد رکھیئے کہ یہ مطالبہ محض فریب ہی فریب ہے اسلیئے کہ اگر معصوم کی بات مان لینے کی امید ہوتی تو معصوم پردہ غیبت میں کیوں ہوتے فاعتبروا یا اولی الابصار اگر کہیئے گا کہ ظہر کی نماز چار رکعت پڑھیئے تو اعتراض ہوگا کہ جناب اسکی کیا دلیل ہے کہ صبح کی دو اور ظہر کی چار؟ اور اگر کہیئے کہ سفر میں چار کی دو رکعت کر دیجئے تو اسپر بھی تیار نہیں اور کہیں گے کہ جناب شریعت اسلامی کسقدر ناقص و کوتہ اندیش شریعت ہے حکم قصر تو اسوقت کے لئے مناسب تھا جب سفر پیدل اور مشقت کے ساتھ ہوتے تھے اب تو آقایان عالم نے ریل اور جہاز جاری کر دئے ہیں جن سے تمام مشقتیں پانی ہو گئیں میں پھر قصر کی کیا وجہ؟ لیکن افسوس یہ ہے کہ اس امر پر دلیل عقلی یا برہان نقلی سننے کیلیے "کان مشتاق ہی رہے کہ سر کے بالوں میں یہ اتمام کہ کمر تک اور داڑھی موچھوں کے بالوں میں یہ قصر کہ بالکل غائب کیوں ہے؟ غرض یہ تمام مکابرہ ہی مکابرہ ہے نہ کر شیوالے کسی تدبیر سے ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں اور خدا اور رسول سے مجادلہ و مناقشہ کی قسم کھا کر نئی فضا میں قدم رکھا ہے۔

تاہم حق حق ہی ہے اور باطل باطل ہی۔ گو کتنی ہی حق پوشی اور باطل پاشی کیجائے میں حق نہ چھپاؤنگا بلکہ بہانگ دہل کہونگا کہ قانون پردہ نسوان معدن انسانیت، مخزن شرافت، خزانہ فوائد، ذخیرہ منافع، حفاظت نسل کا ضامن، ترقی بنی نوع انسان کا معاون غرض ہر جہت سے مضبوط و مستحکم اور ہمیشہ ہمیشہ پاک و پاکیزہ لطیف و متین نتائج برآمد کرنیکا ذمہ دار ہے، اور جس ترقی کو دنیا ترقی سمجھے ہوے ہے وہ حقیقۃً ترقی نہیں بلکہ قعر تنزل ہے اسکو ترقی کے گرانبہا نام سے موسوم کرنا انتہائی تاریک مزاجی و ناعاقبت بینی ہے جس سے ترقی کا مفہوم پامال ہوتا ہے، ترقی کا نام بدنام کرتے جو بے حیا اور اصل انسانیت کو کیوں شرمایا جائے بوزنہ تھیوری یعنی اس نظریہ کے

عشاق کو کہ انسان بندر تھا اور ترقی کرکے انسان بنگیا ہے صاف کہدینا چاہیے۔ اور نہ کہینگے تو زمانہ کہلوائیگا بلکہ کہلوا رہا ہے کہ بے حجابی انسان کے نقال بالطبع ہونے کا ثمرہ اور نمائیشی ترقی پر گرویدہ ہوجانے کا مضحکہ انگیز خمیازہ ہے افسوس صد افسوس نقال، بالطبع ہونیکے غلط نظریہ پر ہیٔ اور یہ نہ سوچا کہ یہ نقل تمام تنزلات کا پیش خیمہ بلکہ انقطاع نسل انسانی کا مقدمہ ہے، کہا جاتا ہے کہ اگر عورتیں حدود پردہ داری سے نکال دی جائیں تو وہ مردانہ خدمات کو انجام دیں اور بڑی بڑی مالی وجسمانی ترقیاں ہوں، یہ ہے حامیان پردہ دری و بے حجابی کے اس اعتراض کا خلاصہ جسکو مغرب سے لیکر مشرق تک پھیلانے کی انتھک کوششیں کیجارہی ہیں لیکن میں نہیں کہہ سکتا کہ معترضین میرے اس سوال کا جواب دینگے کہ جب عورتیں مردانہ فرائض انجام دینے کو نکلیں گی تو زنانہ خدمات کیا آپ بجالائینگے؟ خیر یہ ایک پردہ کی بات ہے جسمیں میں دخل انداز ہونا نہیں چاہتا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بے حجابی کی گندم نما و مزخرفانہ لیکن بدانجام دلچسپیوں میں مبتلا ہوکر اسکے حامی نوع انسانی کی عزت وحرمت اور اسکی بقاو ترقی سے بالکل غافل ہوگئے بلکہ اور اتنا بہکے کہ ذلت کو عزت اور عزت کو ذلت، فنا کو بقا اور بقا کو فنا، تنزل کو ترقی اور ترقی کو تنزل، زوال کو کمال اور کمال کو زوال سمجھنے لگے۔ کاش حدود اسلام کے اندر رہ کر حقیقت پر غور کیا جاتا یہ اعتقاد ہوتا کہ جو بات ہماری سمجھ میں نہ آئے وہ بے نتیجہ ہے اور جس حکم کی دلیل تک ہماری عقلیں رسائی نہ کرسکیں وہ بے بنیاد ہے، کاش قدرت کی پرمصلحت یکبار بنیان اہل عالم کی نظروں میں باوقعت رہتیں اور اسمیں نقص نکالنے کی جگہ اپنی کوتاہی ادراک وقصور فہم کا اعتراف ہوتا آئے نئی روشنی میں ہی ہم آپ کو احکام شریعت کا قائل کرینگے، انسان اشرف المخلوقات ہے اسکی بقاو ترقی کے سامنے ساری ضرورتیں ہیچ ہیں، اسکی ہستی وہ معزز و گرانقدر ہستی ہے کہ ایک فرد کی بدولت دنیا بھر کی دولتیں اور تمام نعمتیں لٹائی جاسکتی ہیں، بلکہ انسان پر ملائک کی خودداریاں قربان ہوچکی ہیں کہیں انسان کے سامنے فرشتے سر سجود خم کرتے نظر آئے کہیں قدرت نے حکم دیا کہ فرشتے انسان پر صدقے ہوجائیں

کی کوشش کریں آیا کوئی انسان کہہ سکتا ہے کہ جنگ بدر میں فرشتے مدد کے لیے نہیں آئے؟ کیا شب
ہجرت امیرالمومنین کی حفاظت پر ملائک مامور نہ تھے؟ کیا کربلا میں بحکم ایزدی فرشتوں نے دربار
حسینی میں یہ درخواست نہیں پیش کی کہ اذن جاں نثاری عنایت فرمائے یقیناً یہ تمام واقعات
مسلمات ہیں اور یہ بھی طے شدہ امر ہے کہ ان سب مقامات میں انسان مخدوم تھا اور ملک خادم
فرشتوں کی جانیں محافظت انسان کے لئے خطرہ میں ڈالی جارہی تھیں بلکہ اب بھی ایسا
ممکن ہے اگر ایسے پابندان احکام الٰہیہ اور سالکان راہ تسلیم و رضا انسان پائے جائیں لیکن
کیا کہوں کہ انسان کیا تھا اور کیا بنگیا، کہاں جانا تھا اور کدھر چلدیا پردہ دری ہوتی ہے
اور میں موضوع کتاب سے ہٹنا نہیں چاہتا اتنک مختصر طور پر چند تاریخی حقائق و دقائق سپرد قلم
کئے گئے جو ہر جہت سے مستند و معتبر ہیں آگے بڑھئے تو قدرت کا ہر ہر حکم گواہی دیگا کہ اگر احکام الٰہیہ
پر کوئی شے مقدم ہے تو وہ انسان کی بقا ہے، واجبات شہادت دینگے کہ اگر بند و بست شریعت سے
زائد کوئی چیز عزیز ہے تو وہ انسان کی خاطر ہے" نماز واجب ہے لیکن اگر کوئی کافر کسی نمازی کیلئے
تلوار لئے کھڑا ہو کہ ادھر یہ نماز شروع کرے اور ادھر میں سر اڑادوں اور کسیطرح ادائے نماز کا موقع نہ دے
تو بقاء انسان کے لئے یہ وجوب ساقط ہے اور تحفظ نفس واجب، روزہ واجب ہے لیکن اگر نظام
بدن اور تندرستی میں خلل آنے کا اندیشہ ہو تو ملتوی اور حفظان صحت ضروری، حج واجب ہے لیکن اگر
پرورش عیال اور اپنے دوسرے ضروری مصارف سے روپیہ پس انداز نہ ہوسکتا ہو تو حج ساقط اور عیال
واطفال کی تربیت و پرورش لازم، وغیرہ وغیرہ عزت اور ترقی و بقاء انسانی پر اسقدر متواتر و متکاثر
دلیلیں قائم ہوجانے کے بعد اب موضوع بحث کو عقل سلیم کی روشنی میں لائیے،

عقل سلیم زور کے ساتھ فیصلہ اور علی رؤس الاشہاد اعلان کرتی ہے کہ جب کسی چیز میں خوبیاں
اور فوائد بھی نظر آئیں اور برائیاں اور نقصانات بھی تو یہ دیکھا جائیگا کہ خوبیاں اور فوائد زائد ہیں،
یا برائیاں اور نقصانات نیز خوبیاں اور فوائد زیادہ اہمیت رکھتے ہیں یا برائیاں اور نقصانات
یہی وہ معیار عمل ہے جس پر نہ فقط عقلائے عالم بلکہ قدرت و فطرت ، پابندی کے ساتھ عمل پیرا ہیں

یوں تو بعض وہ چیزیں جو عقلاً و نقلاً ممنوع و مذموم قرار دی جا چکی ہیں ایسی بھی ہیں جنمیں دو چار
فائدے اور خوبیاں ہیں لیکن ایسی خوبیاں اور فائدے جو مضار و نقصانات کے مقابل پست و
حقیر ہو جائیں عقلار کے نزدیک قابل ذکر بھی نہیں بلکہ بعض اوقات وہی فوائد و منافع شدید
نقصانات اور خطروں سے مبدل ہو جاتے ہیں یہ تو اسوقت کہ جب ان فوائد کی کچھ نہ کچھ حیثیت بھی
بھی ہو لیکن اگر نفسانیت نے مجسم مضرت کو مجسم منفعت کر دکھایا ہو تو یہ عنوان جواب جاہلاں باشد
خموشی پر ختم کر دینے کی قابل ہے بہرحال کچھ مذموم و ممنوع چیزوں میں فوائد و منافع کی جھلک نظر
آتی ہے مثلاً شراب کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اسمیں منفعتیں موجود ہیں، جوا اور شطرنج میں بھی بعض
فائدے اور خوبیاں ہیں لیکن ایسی تمام اشیار کی تحریم و تحلیل میں عقلائے عالم اور قدرت و فطرت
نے اسی معیار سے کام لیا ہے جو اوپر ذکر ہو چکا شراب میں خوبیاں سہی لیکن وہ خفیف و قلیل ہیں
اور برائیاں عظیم و کثیر اسلیئے انہیں کو علت و دلیل قائم کر کے عقل و شرع نے اسکو مذموم و ممنوع
قرار دیا، جوا اور شطرنج بھی کسی خوبی پر مشتمل سہی لیکن اسکی بھی خوبیاں سطحی و قلیل ہیں اور برائیاں
عظیم و کثیر اسلیئے نامشروع و حرام قرار دینا ضروری ہوا مزید اطمینان کے لیئے میں قرانی حکم کو
بھی معرض استشہاد میں لاتا ہوں تاکہ کسی مسلمان کو چون و چرا کی گنجائش نہ رہے ارشاد ہوتا ہے
يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَاِثْمُهُمَآ
اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا سبحان اللہ سچ ہے لَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ (ہر خشک
و تر قران مجید میں موجود ہے) خطاب ہوتا ہے کہ اے رسول وہ تم سے شراب اور جوے کے متعلق پوچھتے
ہیں تم کہدو کہ انمیں بڑا زبردست گناہ ہے (نہ نماز کا ہوش رہتا ہے نہ روزہ کا نہ عبادات کی تمیز
رہتی ہے نہ معاملات کی پھر اتنی مضرتوں کے ہوتے ہوئے گناہ عظیم کیوں نہو) اور لوگوں کے لئے
کچھ فائدے ہیں لیکن ان کا گناہ نفع سے عظیم و شدید تر ہے (لہذا قابل حذر اور حرام ہیں یعنی
انکے سطحی فوائد مضرتوں اور نقصانات سے تاب مقاومت نہ لاکر زائل و نابود بلکہ تباہ و برباد کن
حیات و بقا معائب و نقائص سے مبدل ہو گئے ہیں اور مضرتوں نے اسقدر غلبہ کیا کہ منفعتیں

بھی مضرتیں ہوگئیں۔

الحاصل اس مفصل تمہید کا ملخص یہ ہے کہ اول تو مخالفین حجاب کا کہنہ فرسودہ اغراض ملحوظ رکھیئے، دوسرے بنی نوع انسان کی عزت و وقعت اور محبوبیت و عظمت، تیسرے ان امور کے جواز و عدم جواز کا معیار جنمیں فضائل و نقائص دونوں موجود ہوں، یہ تینوں عنوان حسب ضرورت تفصیل و تشریح کے ساتھ بیان ہوچکے اسکے بعد یہ بھی عرض کردینا ضروری ہے کہ وہ مردانہ مشاغل و فرائض زیر بحث نہیں جو حجاب سے معارض نہوں اور پردہ دار بیچے ساتھ انجام پذیر ہوتے رہتے ہیں ان کے متعلق تو یہ فیصلہ ہے کہ اگر وہ کسی مفاسد و نقائص کو مستلزم نہوں تو حکم عقل و رضائے خدا و رسول کے بھی خلاف نہیں اور چونکہ وہ بحث سے خارج ہیں اسلیئے زائد تطویل کی بھی ضرورت نہیں البتہ زیر بحث وہ مشاغل و خدمات ہیں جنکے لئے شرافت، عفت، حیاداری و عزت کا پردہ چاک ہوتا ہے اور جنمیں کچھ فوائد و منافع کا دعوی کیا جاتا ہے ادھر حامیان حجاب اپنے مسلک کے فوائد و منافع کا اظہار و اثبات کرتے ہیں ادھر مخالفین اپنی شرم و حیا کے دشمن ہیں جسکا نتیجہ یقینی طور پر مسلمات مذکورہ اور نص قرانی کے مطابق یہ ہوگا کہ معیار بالا کی طرف رجوع کرنا پڑیگا ورنہ عقل سلیم و کلام اللہ کی مخالفت لازم آئیگی یعنی جس سمت میں منافع زائد اور مناقص کم ہونگے اسپر یقیناً حسب حکم عقل و نقل عمل کرنا قابل تحسین و مشروع قرار پائیگا اور طرف ثانی کے فوائد اسکے مناقص کے مقابل مستہلک و مبدل بمضرت ہوجائینگے۔

اب جدید محققین اور ڈاکٹر آگر عقل سلیم کی روشنی میں ان ضرورتوں کو دیکھیں جنکے لئے پردہ دری کی کوششیں کیجارہی ہیں اگر یہ مصالح و ضروریات تحصیل معاش کی دوا دوش اور سیر و سفر، کی جد و جہد جیسے بامشقت و محنت امور پر مشتمل ہیں جنکے تحمل کی مرد ہی بمشکل ہمت کرتے ہیں جنکے مقابل قوی و مضبوط مردانہ دست و پا بھی اکثر اوقات اظہار تکان و عاجزی کرتے ہیں تو ذرا نظر انصاف کے ساتھ اس قوت شکن اور ضبط افگن بار کو دیکھئے اور صنف نازک کے زنانہ دست و پا اور کمزور اعضا پر غور کیجیے، خواہشات نفسانی کے فریب و سازش سے الگ تھلگ منصف و سلیم العقل انسان تو یقیناً یہی نتیجہ نکالیگا کہ یہ ضرورتیں اور مصلحتیں نہیں ہیں بلکہ

انسان کے شریف و عزیز مخدوم ملک وجود کو منہ کے بھل قعر تنزل و مذلت اور ورطۂ نکبت و ہلاکت میں ڈال دینے کی تدبیریں اور شرمناک و حیا سوز فساوات دفتن برپا کرنے کے اسباب ہیں جنکا نتیجہ دنیا و آخرت کی رسوائی و ذلت اور انسان کا دائمی تنزل بلکہ سراسر حیوانیت و بہیمیت ہے انسان کیا ہے؟ اسکا اعزاز و شرف، اجلال و مرتبہ اور قدر و قیمت کیا ہے؟ اسپر چند استدلالی و احتجاجی فیصلہ کن فقرے حوالہ قلم کئے جا چکے ہیں غور کریں وہ لوگ جنہوں نے غلبۂ نفسانیت اور فرط خواہشات سے انسان کے معزز و محترم وجود کو ادنیٰ فوائد اور حقیر و ذلیل منفعتوں سے مغلوب کر دیا ہے کیا ڈاکٹر اور محققین کا طبقہ یہ کہدیگا کہ مردانہ ریاضتیں، شدید محنتیں اور مشقتیں صنف نازک کی لطیف پاکیزہ زندگی میں مُخل، اسکی روح پر ظلم و تعدی کرنیوالی اور اسکے اہم ترین و مخصوص فرائض یعنی حفاظت حمل وغیرہ کو مطلقاً فوت کر دینے والی نہیں ہیں جسکا نتیجہ قطع نسل و فنائے انسان جیسا ناقابل تلافی و تدارک مظلمہ ہے اور اس سے بچنے کے لئے ایک شریف و فہمیدہ انسان کے نزدیک دنیا بھر کی ترقیاں یکلخت لٹا دینا یقیناً انسب و اولےٰ ہے جدت و قدامت کے تاریک و برباد کن مبحث کو چھوڑ کر عقل سلیم کا پر آب آئینہ سامنے رکھیے اور انصاف کے ساتھ جواب دیجیے کہ جب مردانہ مشقتوں میں مبتلا ہونے سے صنف لطیف مرجع کثافت بنی جاتی ہے اسکے نرم و نازک قوی پر سخت ظلم اور اسکی صحت و تندرستی کا استیصال ہوتا ہے یا جو ہستی اب حمل میں ہے اور پیدا ہو کر پرورش پانے کے بعد نہ معلوم کس ذہنیت و دماغ اور کتنے مبلغ کمال و عروج کی مالک ہوگی اسکا وجود تلف ہوتا ہے یا اسکی صحت و تندرستی میں فرق آتا ہے تو اس صورت میں مردانہ مشقتوں کا برداشت کرنا اہم و اکثر فوائد پر مشتمل ہوگا یا عزلت و راحت اور تحفظ و نگہداشت حمل، یقیناً ایک منصف اور حیادار انسان تو یہی کہیگا کہ صورت اول میں اہم و کثیر فوائد تو درکنار سراسر ہلاکت و تنزل اور نقائص و عیوب ہیں اور صورت ثانی سراپا حمیت و شرافت، عزت و انسانیت کی علامت بلکہ انسانی ترقی و بلندی اور کمال وجود و بقائے نظام عالم کی روشن نشانی ہے بیشک احکام

اسلام برحق ہیں حقیقت و واقعیت اور صداقت و حقیت پر غور کرنے کے بعد عالم کا ذرہ ذرہ پرساز و نفس پرست طبقہ کی جہلیت اور باطل پرستی و فتنہ پردازی کا قائل ہوگا، کیوں عقل کے دعویدار و اکیا اب بھی اسمیں کچھ تامل و شبہ باقی ہے کہ پردہ پردہ نہیں ہے بلکہ حفاظت و اکملیت اور بقائے ترقی بنی نوع انسان کا زرین وسیلہ بلکہ مستند ضامن ہے بیشک قانون حجاب ہی وہ بنیاد محکم اور ناقابل جنبش و حرکت ضابطہ ہے جسنے انسان کی موت و حیات کے درمیان ایک مضبوط دیوار بنادی ہے، اشرف المخلوقات کی فنا و بقا کے مابین ایک ایسا پردہ ڈالدیا ہے جسکے اٹھتے ہی فنا و بقا کا ہلاکت خیز اختلاط پیش نظر ہو جاتا ہے اور پہلا عظیم الشان فائدہ جسپر لاکھوں فائدے قربان ہیں انسان کو یہ پہنچایا ہے کہ صنف نازک کو مانع ترقی و کمال اور قاطع رشتۂ حیات و وجود انسان خدمات سے روک کر ان فرائض کیطرف بڑھایا ہے جو فطرتاً و قدرتاً اسکی سپرد ہونے کے علاوہ اسکی قابل اور نہ فقط اسکی بلکہ کل نوع انسانی کی بقاء صحت اور کمال و عروج کے ذمہ دار و معاون ہیں

زیادہ کمزور و بے بنیاد شبہ جسمیں صاف نفسانیت و خواہش پروری کی بو آتی ہے اور جس سے صریحاً نافہمی و کج دماغی کا پتہ چلتا ہے یعنی اگر بے پردگی باعث تنزل و زوال بلکہ سبب قطع نسل و فناء انسان ہے تو پھر مذاہب ترقی پر ترقی کیوں کر رہے ہیں اور بتعداد و شمار میں دوسرے مذاہب و اقوام سے زائد کیوں ہیں جو پردے کے خلاف ہیں اور اسکی مطلقاً پابندی نہیں کرتے تو اسکا بہترین جواب اگرچہ خموشی ہے اسلئے کہ اگر بدقسمتی سے مخاطب بالکل ہی کوتہ اندیش، تنگ دماغ اور تاریک مزاج ہو تو پھر بجز خموشی اور کوئی جواب ہی نہیں لیکن تاہم جو حضرات اپنے آپ کو ایسا نہیں سمجھتے ان سے یہ کہنا ضروری ہے کہ ہم بھی اس شبہ کے ایراد کی جرأت کرتے اگر کسی یقینی و قطعی طریقہ سے یہ معلوم ہو جاتا کہ اگر بے پردہ مذاہب پردہ دار ہوتے اور پردہ دار بے پردہ تو تعداد و شمار کیا ہوتا ممکن ہے کہ کوئی ایسی دلیل و حجت مل سکے جو حجاب و عدم حجاب کے مغائر لیکن بے پردہ مذاہب

کی اکثریت اور پابند حجاب مذاہب کی اقلیت کی بنا ہو اسی بنیاد پر یہ بھی امکان ہے کہ بے پردہ
مذاہب اگر ناموس حجاب کے پابند ہوتے تو اس سے بھی زائد ترقی و تعداد پیدا کر لیتے اور پردہ دار
مذاہب پابند حجاب نہ ہوتے تو اس سے بھی پست و کمتر ہو جاتے ذرا ذہنوں کو وسیع کیجیے، دماغوں
کو کشادہ کیجیے اور اس عقیدے سے باز آیئے کہ جو شئے ہمیں معلوم نہیں وہ بے بنیاد و ممتنع الوجود ہے
اگر سوال کیا جائے کہ کیا ان کی عقلوں نے ہر غیر معلوم کو معلوم کر لیا ہے، کیا علمی تحقیقات و انکشافات
کا سدباب ہو گیا ہے تو یقیناً ان سب سوالات کا جواب مجوبانہ نفی ہو گا، کیا بد دماغ اور تاریک طبع
طبقہ نے اعلم امت علی ابن ابیطالب علیہ السلام کے اس فرمان کا غیر مہذبانہ مضحکہ نہ اڑایا ہو گا
کہ جذامی سے ایسے بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہیں لیکن اسوقت کسکو شکست و خفت ہوئی جب
جدید تحقیقات نے یہ بتایا کہ جذامی کے جسم میں ایسے کیڑے ہوتے ہیں جو صورت میں شیر سے
مشابہ ہیں اسوقت تو یقیناً اپنی ہی ناقص عقول پر نفرین اور مضحکہ کرنا پڑا ہو گا، تعبدی احکام پر
تبسم و تمسخر کرنیوالو کیا اس حکم پر تمہارے کوتاہ دماغوں میں نوع بہ نوع کے وسواس اور سفیہانہ
توہمات نہیں گھوما کئے کہ اگر کسی برتن پر پیشاب گر جائے تو محض پانی سے طہارت کرو اور اگر
کتا چاٹ جائے تو اس طہارت کے بعد مٹی سے بھی مانجھو یقیناً سوچا ہو گا کہ عجب ناقص شریعت ہے
لیکن سچ بتاؤ اسوقت قلب و دماغ پر کیا گزری جب تازہ ترین طبی تحقیقات نے بتایا کہ کتے کے
لعاب میں ایسے جراثیم پائے جاتے ہیں جو انسانی صحت کے لئے مضر ہیں اور مٹی ان کی قاتل ہے،
وغیرہ وغیرہ یہ نئی روشنی نہیں بلکہ بدقسمتی و بدنصیبی ہے کہ حکام شرع انور نے آلات و اسباب
اور خورد بینوں کے بغیر اپنی باریک بین چشم بصیرت و دیدۂ حق بیں سے رازہائے سربستہ کی تحقیق کر کے
احکام نافذ کئے تو ماننے کی توفیق نہ ہوئی اور آلات و اوزار کے محتاج و دست نگر آدمی بندوں نے
وہی باتیں کہیں تو قلادہ اطاعت لیکر گلے میں ڈال لیا زبان اور دل سے آمنا و صدقنا کہتے بنی
یا یوں کہیئے کہ جب ختم المرسلین و امیر المومنین کے آئین اور قوانین سامنے آئے تو منہ پھیر لیا اور
کفار نے وہی احکام نافذ کر کے مطیع بنانا چاہا تو سر تسلیم خم کر لیا بس اسی تاریکی نے تو اس توہم کی

طرف بڑھا دیا ہے کہ بے پردہ مذاہب بے پردگی کی وجہ سے کثیر الافراد
و ترقی یافتہ ہیں اور پردے کے پابند پردہ داری کی وجہ سے
قلیل او معرض تنزل میں "سبحان اللہ جزاک اللہ ذرا غور تو کیجئے کہ پردہ کس مذہب کے خصوصیات
میں سے ہے اور بے پردگی کن مذاہب کے رسومات میں سے یقیناً اسلام علمبردار حجاب ہے اب
تاریخیں اٹھا کر دیکھئے اور معلومات میں اضافہ کیجئے آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ جب رسول عربیؐ نے
علم ہدایت بلند کیا تھا تو کتنے مسلمان تھے کیسے کیسے ترقی کرتے رہے کیونکر بڑھتے رہے، جب آنحضرتؐ نے
رحلت فرمائی تو کس حال میں تھے اور مابعد کے حالات کیا واقعیت رکھتے ہیں۔ پھر اسلامی فرقوں
میں بھی مقدمۃ الجیش حجاب سادات ہیں گو اب گوشت کھانے کا اسلام اور نام کی سیادت
رہ گئی ہے" اسی عنوان سے انکے ارتقاء پر تاریخی نقطۂ نظر سے غور کیجئے کہ آغاز اسلام میں کتنے
تھے، اسکے بعد کس وقت کتنی ترقی کی کسقدر تعداد بڑھائی سید الشہدا کے آغاز عہد میں کتنے
ہو گئے، ختم واقعہ کربلا پر کتنے رہ گئے ان سب پہلوؤں پر غور کرنے کے بعد یہی نتیجہ برآمد ہو گا کہ
پردہ وجہ اقلیت نہیں وجہ اقلیت تو وہ لوگ ہیں جنہوں نے مسلمانوں کے خون بہائے اسلام
کا کلمہ پڑھکر اسلام کو ذبح کیا، اسلام کی خوزادیوں کو بے پردہ کرکے مجسمہ اسلام و ایمان کو باسر
عریاں بازاروں اور کوچوں میں تشہیر کیا یا اسلام کی توہین و تنزل کا ذمہ دار اور اس کے دردناک
مواخذے میں گرفتار وہ طبقہ نظر آئیگا جو اب تک اسلامی شان و شوکت اور ایمانی خودداری و
حشمت سے دشمنی کر رہا ہے، قلادہ عبدیت کو زیور ترقی و عزت جانتا ہے غیر مسلمین کی تاسی و
تابعداری کر کے اسلام کو دنیا بھر کی نظروں میں ذلیل اور عزت اسلام کو تباہ کرتا ہے
پھر اس پر یہ جسارت کہ اپنی غلطی کو نامزد حجاب کے سر مارنا چاہتا ہے یہ دلاور ہست دزدے کہ بکف چراغ دارد
بہر حال اسلام کا خون خود مسلمانوں ہی کی گردن پر ہے ورنہ خاتون حجاب تو برابر پھل دیتا رہا اسکے یقینی
حتمی ارتقائی و سیاسی فوائد مسلمہ عقلائے عالم منافع بیشتر حاصل ہوتے رہے دنیا متمتع ہوتی رہی ولیکن تشنیع تم ہی سمجھو تو ہوئی یارب
ہاں نئی روشنی کے مسلمانو کیا تم سے قبل عقل والے نہیں گزرے کیا تمہیں معلوم نہیں کہ جتنی

ترقیاں اسلام نے ابتک کی ہیں بے پردگی انمیں سے کسی کا بھی سبب نہیں ہے، اسلام
ترقی پر ترقی کرتا گیا، درجہ بدرجہ اونچا ہوتا رہا، زینہ بزینہ چڑھتا رہا، دنیا کا ہر خطہ لغرۂ اللہ
اکبر سے گونج اٹھا ایک سچے مسلمان کی تبلیغ نے گلشن عالم کو اسلامی پھولوں سے آباد پربہار
کردیا، پھر یہ کہ پردہ داری کا مضبوط اصول ہمیشہ ساتھ ساتھ رہا کوئی زمانہ کوئی عہد ایسا
نہیں گزرا جسمیں اسلام ترقی کرنے کے لیے اپنی عورتوں کو باہر نکال دینے اور نامحرموں کے
سامنے کردینے پر مجبور ہوگیا ہو اگر ترقی کو پردہ دری کے ہاتھوں سمجھتے ہو تو تم سے بڑے بڑے عاقل
گزرے ! بہادر پیدا ہوے، اعلیٰ سیاستوں کا دور رہا مگر کسی نے اس وہم پر عمل نہیں کیا
پھر آج تمہیں کونسی ترقی کرنا ہے جسکے لیے اجزا، قران و اعضار ایمان پریشان کیے جارہے ہیں
اور اگر منافع و فوائد کا لحاظ کچھ نہیں ہے بلکہ اسی نقال بالطبع ہونے کے نظریہ پر
جما رہنا مقصود ہے دوسری قوموں کی طرح محض نظر کے لطف اندوز ہونے اور حسیات و
جذبات قلب کو فرحت بخشنے یعنی محض سیر و تفریح کے لیے پردہ سے دشمنی ہے تو ہم اس
سے ہرگز اختلاف نہ کرتے لیکن اول تو مفاسد و معائب مذکورہ سے یہ صورت بھی کسیطرح
خالی نہیں اور اگر آپ کے جذبات و کیفیات کی پاسداری کرکے انکا لحاظ نہ بھی کیا جاے،
شرافت و روحانیت غیرت و حمیت اور حیا و عفت کو بالکل پس پشت ہی ڈالدیا جائے
تو دلپر ہاتھ رکھکر صداقت و حقانیت کا جذبہ لیے ہوے سچ سچ بتائیے کہ دوسرے مذاہب
کی تاسی میں اپنے ناموس کو بے حیا اور بے پردہ سیرگاہوں، سبز باغوں،
اور مرجع خلائق و ہنگامہ پرور پارکوں میں تو بھیجدیا جائے مگر جب ان کی
طرح آپ کے بھی لاپتہ و مشتبہ بلکہ پلید نسب بچے شمار کیے جائینگے
تو یہ آوازے کن کانوں سے سنے جائیں گے، یہ عزت سوز و شرمناک
مناظر کس کی آنکھوں سے دیکھے جائیں گے، یہ ہلاکت خیز و تباہی آمیز
مرحلے کیونکر طے ہوں گے بجز اسکے کہ شخصی بدنامیوں سے بچنے کیلیے اپنی اپنی کھوئی ہوئی عزت

اور ڈوبتی ہوئی حمیت کیطرف شرمندہ اور پُرتاسف نگاہوں سے دیکھتے ہوئے بنی نوع انسان کی ناتمام ہستیوں پر بے حیائی و ظلم کی بجلیاں گرائی جائینگی، اپنی خواہش و نفسانیت کی پاداش میں قیمتی و معصوم جانیں ضائع کیجائیں گی، پھر کیسی بند و بست عالم کو زیر و زبر کرنے والے نسل اشرف المخلوقات میں خلل عظیم اور انسانیت و عزت کے دلمیں ناسور ڈالدینے والے مفاسد رونما ہونگے جو گزشتہ صورتوں میں واضح کئے جا چکے ہیں اور جنکے ذمہ دار وہی پردے کے دشمن، حامیان بے حجابی قرار پائینگے انہیں سے اسکا مواخذہ کیا جائیگا، روز حشر روحانیت و شرافت کے جنازے انہیں کے کاندھوں پر ہوں گے، معصوم خونوں کے دھبے انہیں کے دامن و آستین پر ہونگے اور قطع نسل انسان کی تمام کوششیں انہیں کے گلوں کا ہار ہونگی،،

نیز یہ کہ اس آخری مفسدہ کو جو یہاں سیر و تفریح نسواں پر مرتب کیا گیا ہے اسی صورت سے خصوصیت نہیں بلکہ حامیان بے حجابی کو اپنے مشتبہ النسب بچوں کا شمار ہر صورت میں کرانا پڑیگا خواہ بے حجابی کو مردانہ خدمات و فرائض کی ادائیگی کے لیے اختیار کیا جائے یا محض سیر و تفریح کی غرض سے معاذ اللہ بے حیائی و بد مذہبی نے کسقدر دیوانہ بنا دیا ہے کہ کسی جہت پر نظر نہیں کیجاتی حالانکہ یہ جہت اس سے زائد مظلموں پر مشتمل اور وہ اس سے بڑھکر گندگی و عزت ریزی کا باعث ہے، نہ شرافت نسب کا خیال نہ اصالت نسل کی پروا، نہ خدا و رسول کا خوف نہ مذہب و ملت کی خبر، نہ خود داری اور شان و شوکت کا لحاظ نہ مسجود ملائک انسان کی بقاء و ترقی پر رحم، لہم فی الدنیا خزی ولھم فی الاخرۃ عذاب الیم یعنی دنیا میں ان کی سخت ذلت ہی اور آخرت میں انکے لئے شدید و دردناک عذاب ہوگا،

افسوس صد افسوس عوام و جہاں تو یہ سمجھے ہوئے ہیں اور سُن چکے ہیں بلکہ اسپر عامل بھی ہیں کہ جو کسی قوم کی جیسی ہیئت بناتا ہے انہیں سے ہی سمجھا جانے لگتا ہے، انکے سادہ و صاف

عقائد حدیث من تشبّہ بقوم فھو منہ (جو کسی قوم کی شبیہ بنے گا وہ اسی میں
محسوب ہوگا) پر بخیں جمائے ہوئے ہیں، قول امام لاتسلکوا مسالک اعدائی
(ہمارے دشمنوں کے طریقے نہ اختیار کرو) پر تکیہ کئے ہوئے ہیں، وہ توخفوا الشوارب
واعفوا اللحی ولا تشبھوا بالمجوس (مونچھیں کترواؤ داڑھیاں بڑھاؤ اور مجوس کی
شبیہ نہ بنو) جیسی احادیث کو لائحہ عمل قرار دئے ہوئے ہیں اور اس زمانہ کے تعلیم یافتہ حضرات
جب اجماع علماء سے بھاگتے ہیں تو حدیث مانگتے ہیں وہاں بھی نہیں چلتی تو آیت طلب کرتے
ہیں قرآن کا بار نہیں اٹھا سکتے تو اسکے کلام اللہ ہونے پر ہذیان سرائی کرتے ہیں اسکا بھی ثبوت
دیدیجئے تو کہینگے کہ جناب ہمیں نقلی دلیل نہیں چاہئے بلکہ عقلی برہان مطلوب ہے جسکا مطلب
دوسرے الفاظ میں یہ ہے کہ اقوال علماء، احادیث معصومین، اور آیات ربانی سب خلاف
عقل و منافی حکمت ہیں العیاذ باللہ اب اگر کچھ آگے کہئے تو فتوے تکفیر کے مجرم قرار پائے
عوام الناس جو بڑے لکھوں سے سن لیتے ہیں اسپر نہایت عقیدتمندی و دلیری کے ساتھ
عمل کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں ان کا یہ خیال مبارکباد کہنے کی قابل ہے کہ ہم قواعد عربی سے
واقف نہیں علم عربی کو باقاعدہ حاصل نہیں کیا، رموز و نکات فصاحت و بلاغت پر حاوی
نہیں، حدیث و قرآن کی تشریح و تفسیر کا دعویٰ ہمارے لئے چھوٹا منہ بڑی بات ہی لہذا یہ
کیوں کہیں کہ اس حدیث کے یہ معنی نہیں بلکہ یہ ہیں، اس آیت کی یہ تفسیر نہیں بلکہ یہ ہے،
ایسے مقام پر جسمیں کوتاہ اندیشی سے کچھ ظاہری خوبیاں بھی نظر آتی ہوں وہ لوگ سختی کے
ساتھ مسافت انتظار طے کیا کرتے ہیں کہ کسی تعلیم یافتہ کی زبان سے کوئی آسانی اور آزادی
کی بات نکلے تو جھک پڑیں اس نازک موقع پر اہل علم کے سر سنگین بار کے ذمہ دار ہونے
چاہئیں ان کا فرض ہے کہ اسلامی طریقوں میں تغیر و تبدل نہ کریں اور اپنی ہی نہیں بلکہ اسلام
بلکہ خدا و رسول کی عزت و آبرو کو بچالیں، اصول مذہب کے خون ناحق سے اپنے دامن کو رنگین
کرنا کوئی آسان بات نہیں ہے، کوئی فرقہ، کوئی مذہب، کوئی عاقل یہ نہیں کہہ سکتا کہ اپنی

شرم و حیا پر پردہ ڈالکر عزت و عفت کو دوسروں کے اختیار میں دیدینا بلکہ ہزارہا خرابیوں اور خطروں میں ڈالدینا کوئی ممدوح و مستحسن امر ہے اور نہ ایسا کرنیوالا کسی نظر میں سما سکتا ہے، یہ دوسرا سوال ہے کہ توہین و بے عزتی کے مقامات اور طریقے کیا کیا ہیں، یہ اپنی اپنی تحقیق رہی مگر بہ لحاظ حقیت اس تحقیق میں بھی اسلام دیگر مذاہب کا علمبردار و سردار ہے اور اقلیم حیا و عفت کا آزاد و با اختیار تاجدار"

ناموس کا معاملہ خطرہ میں ہے، پیمانہ لبریز ہونیوالا ہے، بے غیرتی کی آندھیاں چلا چاہتی ہیں، ناموس ریزی کے طوفان آنیوالے ہیں ایسا تو نہیں ہے کہ غیبت امام کیوجہ سے کاروبار اسلام بند ہو سچے راہبروں سے دنیا خالی نہیں نائبین امام ضرور موجود ہیں، ان کی اطاعت واجب ہے انکا حکم حکم رسول اور حکم رسول حکم خدا ہے ان کے حکم سے سرتابی کرنیوالا خدا اور رسول سے باغی ہے، وہ مصالح شرعیہ پر غور کرنے اور ہمیں سیدھا راستہ دکھانیکے لئے کافی سے بھی زائد ہیں، نہ جاننے والے اور علل شرعیہ و ادلہ عقلیہ سے واقفیت نہ رکھنے والے ہی اگر اس بحث میں قدم نہ رکھیں گے تو کونسی ترقی کی راہ مسدود ہو جائیگی۔ سنتے ہیں کہ بزرگان اسلام کے گھروں کا بڑا احترام تھا ملائکہ اجازت سے آتے تھے، ملک الموت بغیر اذن اندر نہ آسکے، بانئ اسلام کے نزع کے عالم میں بھی باب النبوۃ پر کھڑے شاہزادی اسلام سے اجازت مانگتے رہے، اگر نابینا صحابی بھی آتے تھے تو مخدومہ عالم آڑ میں ہو جاتی تھیں عذر کیا جاتا تھا کہ بابا جان میں آپکے ساتھی کو کسطرح اندر آنے دوں جو چادر ہے وہ نہایت ہی کوتاہ ہے پیروں پر لیتی ہوں تو سر کھل جاتا ہے اور سر کو چھپاتی ہوں تو پیر رہ جاتے ہیں، اگر اسلام کی شاہزادی کبھی شب کو بھی باہر آجاتی ہیں تو بازار والے احترام عصمت کے لئے چراغ گل کر دیتے ہیں، زوجہ رسول حضرت سودا کے متعلق مشہور ہے کہ آیۃ نبوت اٹھ جانے کے بعد آپ کا جنازہ ہی گھر سے نکلا، ہاں مسلمانو! تو کیا یہ سب باتیں اسلئے تھیں کہ تم ان احترامات کو بھول جاؤ، روح رسول کو قبر میں تڑپاؤ، چادر کی وسعت سے زیادہ

پر پھیلاؤ، کاروان عزت و حمیت کو شہر بدر اور خانہ بدوش کردو یہانتک کہ آج اگر اسلام میں پردہ نہ رہے، انہیں پردہ نشینان عفت کی اولاد کے کانوں میں یہ حکم پہنچا دیا جائے کہ تم غیر مردوں کے سامنے بلا تکلف ہاتھ منہ کھولکر جا سکتی ہو آخر وہ کونسا انقلاب ہے جس نے آج قول و فعل بزرگان ملت کو بالکل بے وقعت ثابت کر دیا آیہ لَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيلًا وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَحْوِيلًا (تم ہرگز خدا کے طریقہ میں کوئی تبدیلی پاؤگے اور ہرگز خدا کے طریقہ میں کوئی تغیر نپاؤگے) کو کس قاعدے سے منسوخ سمجھ لیا گیا ہادیان دین و رہبران شرع متین کی تاسی کرنا تو ایک عقلی کلیہ ہے جسکو ہر ملت کا شخص تسلیم کر چکا ہے کہ سنت کوئی چیز ہے پھر آج ان سب باتوں کے بھلا دینے اور سر بازار اسلام و اہل اسلام کے بدنام کرنے کو اگر خواہش پروری و نفس پرستی اور جاہ طلبی و خود نمائی نہ کہیں تو کیا کہیں۔

اسلام اور دیگر مذاہب کے مابین ایک یہ بھی مابہ الامتیاز تھا کہ دوسرے مذاہب میں اسقدر شرافت و حمیت اور اتنی عفت نہیں جسقدر اسلام میں پردہ داری کے ذریعہ سے ان حقوق کی حفاظت و رعایت کیگئی ہے، سنا ہے کہ مسلمان پردے کو اپنا فخر جانتے تھے ایک پردے کیوجہ سے انکی بہوویں بیٹیاں شہزادیاں اور شریف زادیاں سمجھی جاتی تھیں، بے پردہ پھرنے والی قومیں ان کے عرف میں رذیل قومیں کہلاتی تھیں، ان کی بے پردگی و بے حجابی انہیں منظر اسلام پر بڑی ذلت کے ساتھ پیش کرتی تھیں مگر اللہ رے زمانے کے انقلابات خدا کے احکام بدل گئے، قول و فعل رسول عبث ہو گیا ایک فرقے کے فرقے کا شعار و دستور بیکار نکلا، جو طعنہ زنیاں غیر مسلمین پر ہوتی تھیں اب مسلمانوں پر ہونیوالی ہیں جس ذلت کی نظر سے ہم دوسروں کو دیکھتے تھے افسوس کہ اب دوسرے لوگ ہمیں اسی نگاہ سے دیکھیں گے، جس منظر پر آج سے پہلے وہ قومیں تھیں جنکو اسلام نے اپنے آپ سے کم سمجھا ہے آج اسیر ہم ہوں گے اور دوسری قومیں اب ہمیں بے وقعتی سے

دیکھینگی لیکن مسلمانو! ذرا انصاف سے بتانا کہ اسکا دردناک و رسوا کن عذاب کس کی گردن پر رہے گا؟

اسلام والو! تمہاری کتاب پر کامل ریویو انسانی طاقت سے باہر ہے کسی کے قلم و کاغذ میں اتنی گنجایش نہیں کہ اسکا حق ادا کر سکے لیکن صرف جذب طبع اور یاد دہانی کی غرض سے یہ گزارش کردوں کہ بیشک اسلامی تعلیمات کا سرچشمہ فیض، انسان کی جسمانی و روحانی اصلاح و فلاح کا ماخذ، تمام علوم اسلامیہ و عربیہ کا مرجع و مرکز، مسلمانوں کی ترقی تہذیب و تمدن کا راز، تاریکی جہالت کو مٹادینے والا آفتاب، انسان کو منزل مقصود کی راہ دکھانیوالا بلکہ وہاں تک پہنچا دینے والا ہادی برحق کلام اللہ ہے، اسکے قوانین نہ ہلائے ہلتے ہیں اور نہ توڑے سے ٹوٹتے ہیں، قرآن کے کسی حکم میں نقص نہیں، قرآن کی کوئی بات بیکار نہیں، قرآن کی کسی آیت میں جھول نہیں اور یہ سب ایسی باتیں ہیں کہ مرتبہ الفضل ماشھدت بہ الاعداء (حقیقۃً وفضیلت وہی ہے جسکا دشمن بھی اقرار کریں) تک پہنچی ہوئی ہیں متعدد محققین یورپ نے ان باتوں کی شہادت دی ہے اور مان گئے ہیں کہ قرآن ہر طرح سے محکم و مضبوط اور جامع کتاب ہے اگر تفصیل مطلوب ہے تو حقیر کی کتاب الاعتبار من مواساۃ الاغنیاء ملاحظہ فرمائیے جسمیں فرقہ ناجیہ حقہ کے اصول و عقائد کی عظمت و حقانیت کے متعلق محققین یورپ اور دیگر مذاہب کے دو سو سے زائد منصفانہ محققانہ شاندار اقوال و خیالات جمع کرکے اپنی تمہیدات و استدلالات اور جوابات اعتراضات و شبہات کے اضافہ کے ساتھ نذر ارباب نظر کر چکا ہوں اسی میں سے قرآن مجید کے متعلق صرف ڈاکٹر گبن کی ایک رائے نقل کیجاتی ہے جو غالباً سب کی تنقیدوں سے ملتی جلتی اور سب کے اقوال کو حاوی ہے۔

ڈاکٹر گبن - قرآن کو مسلمانوں کا ایک عام مذہبی تمدنی ملکی تجارتی اور

قومی قانون اور دیوانی و فوجداری کا ضابطہ کہہ سکتے ہیں
وہ ہر ایک امر پر حاوی ہے مذہبی عبادات سے لیکر رات دن
کے کاروبار، روحانی نجات سے لیکر صحت جسمانی، جماعت کے
حقوق سے لیکر حقوق افراد، اخلاق سے لیکر جرائم، اور دنیوی
سزا سے لیکر دینی جزا اور سزا وغیرہ تک کے تمام احکام قرآن
میں موجود ہیں اسی وجہ سے قران اور بائیبل دو مختلف چیزیں
ہیں بائیبل میں دینیات کا کوئی قاعدہ اور ضابطہ نہیں بلکہ
اسمیں قصص ہیں جنسے عبادات و پرہیزگاری کے جذبات
برانگیختہ ہوتے ہیں نہ قران اناجیل سے ملتا ہے کہ اسکو ہم
صرف مذہبی راویوں اور افعال کی اصلاح کا معیار ہی قرار
دیں بلکہ اسکے برخلاف قران میں سیاسی اصول بھی موجود ہیں
انہی اصول پر حکمت کی بنیاد پڑی ہے انہی سے ملکی قوانین
اخذ کئے جاتے ہیں اور روزمرہ کے مقدمات جانی اور مالی طے
ہوتے ہیں پھر گبن کہتا ہے کہ قران کی نسبت بحر اطلانتک سے
لیکر گنگا تک نے مان لیا ہے کہ یہ پارلیمنٹ کی روح ہے قانون
اساسی ہے نہ صرف اصول مذہب ہی کے لئے بلکہ ان قوانین
کے لئے بھی جن پر نظام عمران کا مدار ہے جن سے نوع زندگی
وابستہ ہے جنکو ہیئت اجتماعی کی ترتیب و تنسیق سے تعلق
ہے حقیقت یہ ہے کہ محمد کی شریعت سب پر حاوی ہے وہ اپنے
تمام احکام میں بڑے بڑے شہنشاہ سے لیکر چھوٹے چھوٹے
فقیر و گدا تک کے لئے مسائل و احکام رکھتی ہے یہ وہ شریعت

ہے کہ ایسے دانشمندانہ اصول وعظیم الشان قانونی انداز پر
مرتب ہوئی ہے کہ سارے جہان میں اس کی نظیر نہیں مل سکتی ۔

نفس غضب کی بات ہے کہ عیسائی فلاسفر قران پر یہ رائے قائم کرتے ہوں، اسے جامع وحاوی بتاتے ہوں، اسے بھی حقیت وراستی کا مخزن قرار دیتے ہوں اور اسکے ضمن میں شریعت محمدی کو بھی سچی شریعت کہتے ہوں لیکن اسلام کی آنکھوں کے تارے اور دین محمدی کے لخت جگر قسران کو بھی چھوڑ دینے پر تلے ہوئے ہیں اور شریعت کو بھی ایک مہمل و مانع ترقی مسلک سمجھتے ہیں نہیں بلکہ اپنے فضائل نفسانیہ کے فوت ہو جانے کا بھی انہیں کچھ غم نہیں قران و مذہب کے ساتھ غیروں کے برتاؤ اور ان کے خیالات واقوال تو دیکھ لیئے اب ابنائے قوم کی تبلیغیں اور کج بحثیاں بھی دیکھنے سننے کی قابل ہیں عیسائی محققین نے یہ ثابت کردیا کہ قران کا دعویٰ لَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ صحیح ہے مگر بعض اسلامی مبلغ کہتے ہیں کہ قران پردہ داری وعفت شعاری کے احکام سے ہی خالی ہے،

یوں تو اہلبیت عصمت وطہارت اور اُن کے اعوان و انصار کی ہر ہر فرد کا ہر تبلیغی وتعلیمی واقعہ ہمارے لئے خزانہ عبرت و سرمایہ نصیحت ہے مگر کربلا والوں کے قدوم ہدایت لزوم ان منزلوں میں سب سے آگے نظر آتے ہیں اور آج تیرہ سو برس کے بعد بھی انکی ہادیانہ ومعلمانہ زندگی مفصل کتابوں کا ایک ایک حرف ویسے ہی روشن و نمودار ہے جیسے وہ اسوقت تھا جب ان خدائی مبلغوں نے خدمات مذہب اور تربیت وتہذیب امت کے لئے سر تبلیغ پر لیلئے تھے یہ مختصر رسالہ اس موضوع کی تفصیلات کا ذمہ دار نہیں ہے تشریح طلب ناظرین ناچیز کی تازہ ترین تصنیف **تعلیم الشہداء بطف الکربلا** ملاحظہ فرمائیں معلوم ہو جائیگا کہ شہداء کربلا کی جاں نثاریوں میں تہذیب اخلاق و اصول وقوانین اسلام وایمان کی کیسی کیسی زریں تعلیمات، فروع دین، حمایت مذہب، ایفاء وعدہ مواساۃ ومواخاۃ، محبت اہلبیت و معرفت امام، صلہ رحم، اطاعت والدین اور پردہ نسوان

جیسے گرانقدر عنوانات ونوامیس شرع محمدی کے کیسے کیسے پر زر سبق موجود تھے اور انکے ہی طرز عمل سے اعتراضات مخالفین مذہب حقہ کے کس درجہ مسکت، دندان شکن اور ہنگامہ پرور جوابات پیدا ہوتے ہیں یہاں موضوع بحث حجاب نسوان ہے غور فرمائیے کہ کربلا کے نہ فقط مردوں اور عورتوں نے بلکہ کمسن بچوں نے بھی اس قانون کے کسقدر پر مغز و روح پرور درس دیئے ہیں جنکا ایک ایک حرف مفصل و مستحکم اور بسیط و مُبَرہَن صحیفہ ہے''

مسلمانو! قتل حسینؑ کے ساتھ مخدرات عصمت کی بے پردگی ہونے کو تو ہوگئی سر وقت مخالفین اسلام نے پردہ اٹھا بھی دیا مگر واللہ کربلا والیاں وہ وہ نصیحتیں کر گئیں، ایسے ایسے سبق دیگئیں کہ دنیا سے پردہ کا اُٹھ جانا محال ہوگیا اور ان کا ہر حرکت وسکون وجوب حجاب کی بین دلیل بنگیا ذرا چشم حق بین سے ان تاکیدات وتمہیدات کو ملاحظہ فرمائے جو کربلا والوں نے اپنے ناموس کی حفاظت کیلئے فرمائیں اور جنکے لیئے اپنی جان کو جان نہ سمجھا پھر ان واقعات وحالات کو دیکھئے جو مخدرات عصمت سے اہتمام حجاب میں ظاہر ہوئے معتبر روایتیں ہیں کہ جب جناب علی اکبر سید الشہداء سے رخصت ہو کر چلے تو آپ نے اپنے ضعیف باپ کے کان میں کوئی کلمہ آہستہ سے ایسا فرمایا جس سے آپ غش کر گئے جناب زینب فرماتی ہیں کہ میں قریب آئی اور سر مبارک کو زانو پر رکھکر گوشہ چادر سے ہوا دینے لگے جب افاقہ ہوا تو میں نے پوچھا کہ بھائی جان علی اکبر نے آپسے کیا کہا تھا فرمایا کہ بہن زینب دنیا کا دستور ہے کہ ماں باپ اولاد سے وصیت کرتے ہیں ای بہن زینب تم انصاف کرو کہ جب علی اکبرؑ جیسا جوان بیٹا باپ سے وصیت کرے تو اسکے دل کو کیونکر چین آئے علی اکبرؑ نے وصیت کی ہے کہ بابا جان میرے بعد مادر گرامی قدر کے پردے کا خیال رکھیئے گا ایسا نہو کہ میرے ماتم میں بیچین ہو کر خیمہ سے نکل آئیں۔ یہ تو اہتمام پردہ داری میں علی اکبرؑ کی وصیت تھی اب دل سے غور فرمائیے

کہ حسین نے اس وصیت پر کیونکر عمل کیا علی اکبرؓ میدان میں پہنچے سید الشہدا طناب خیمہ پکڑے ہوئے اپنے فرزند نامراد کی جنگ دیکھ رہے تھے مادر علی اکبرؓ خیمے کے اندر کھڑی ہوئی چہرۂ امام کو دیکھ رہی تھیں کہ اگرچہ حسین کیسے ہی صابر ہیں مگر جب علی اکبرؓ پر کوئی مصیبت نازل ہوگی تو چہرہ اقدس کا رنگ ضرور متغیر ہو جائیگا ناظرین سمجھے مادر علی اکبرؓ کے اس پر اسرار عمل کو کیا یہ ممکن نہ تھا کہ معاذ اللہ آپ بھی خیمے سے باہر آ کر لشکر مخالف کے ساتھ حرب و ضرب علی اکبرؓ کا نظارہ کرتیں؟ ضرور ممکن تھا مگر ایسا صرف اسلئے نہیں کیا گیا کہ بے پردگی کے مقام پر آنا منظور نہ تھا اور نامحرموں کے چہروں پر نظر ڈالنی مقصود نہ تھی مطلب یہ تھا کہ دنیا والو! دیکھو اہتمام حجاب کے سامنے محبت مادری بھی شکست کھا رہی ہے دل جلی ماں سے پُر ارمان بیٹا جدا ہو تو ہو جائے نور نظر نگاہوں سے اوجھل ہو تو ہو جائے مگر پردہ داری میں شمہ برابر فرق نہ آئے غرض علی اکبرؓ کے مقابل ایک پہلوان بکر بن غانم نامی آیا ادھر حسینؓ کے چہرے کا رنگ بدلا ام لیلیٰ نے بے چین ہو کر پوچھا کہ مولا علی اکبرؓ کی تو خیر ہے اب سید الشہدا ساری دنیا کو اس نازک وقت میں پردے کا سبق دیتے ہیں جب انسان کو اپنا ہی ہوش رہنا مشکل ہے باپ کی ضعیفی و بیکسی جسم پر بیشمار زخم دل میں ہزاروں ناسور، جوان بیٹا قریب مرگ، مگر قدم مبارک میں ذرا لغزش، جبین امامت پر کوئی شکن اور دامن دست و سکون پر کوئی دھبہ نہ تھا نہایت، اطمینان قلب سے غور فرمایا کہ علی اکبرؓ کا شہید ہونا یقینی اور میرا لاش پر جانا حتمی ہے یہ ماں کا دل رکھتی ہے ایسا نہ ہو کہ مضطرب ہو کر خیمے سے باہر آجائے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اسے کسی تدبیر سے خیمے کے اندر بھیجدوں قربان ہو جائے حسینؑ کی اس معلمانہ حکمت عملی پر فرمایا کہ اے مادر علی اکبرؓ! علی اکبرؓ ابھی زندہ ہیں مگر ایک پہلوان لڑنے آیا ہے میں نے نانا رسول مختارؐ سے سنا ہے کہ ماں کی دعا فرزند کے حق میں جلد مستجاب ہوتی ہے تم خیمہ میں جا کر نصرت علی اکبرؓ کے لئے دعا کرو، اگر اس سے مقصد محض دعا ہوتا تو اسمیں اوّلاً یہ امر غور طلب ہے کہ سید الشہدا کی دعا بھی

یقیناً مستجاب تھی ماں کو اسطرف متوجہ کرنے کی کوئی ضرورت نہ تھی، دوسرے یہ کہ دعا کے
لئے خیمہ میں جانا ضروری نہ تھا وہیں سے دعا ممکن تھی ان دونوں پہلوؤں پر نظر کرنے سے
واضح ہوتا ہے کہ اس حکم میں کوئی اور عظیم الشان فلسفہ مضمر تھا جس کے لئے یہ سب کچھ
کیا جا رہا تھا جس کی تبلیغ کیواسطے کربلا کا عظیم الشان واقعہ برداشت کیا گیا تھا اور
جس کی وجہ سے مادر علی اکبرؓ نے فوراً بلا پس و پیش اس حکم پر عمل کیا، کیا کہنا اس شوق
پردہ داری واحساس ضرورت حجاب کا اور کیا مدح ہو سکتی ہے اس فلسفہ دانی و نکتہ رسی
کی کہ بیٹے کا غم بھلا دیا اور فوراً حسب الحکم سید الشہدا آپ خیمہ میں چلی گئیں، سر کے بال پریشان
کئے، دونوں ہاتھ آسمان کی جانب اُٹھائے اور مصروف دعا ہوئیں۔
اسکے بعد روایتیں مستند طور پر یوں وارد ہیں کہ حسینؑ ساحل فرات پر تھے یکایک فریق
ثانی کی آوازیں آئیں کہ ای حسینؑ! تم پانی پی رہے اور تمہارے خیام جل رہے ہیں ہر چند
حسینؑ ان آوازوں کی مہملیت ولغویت اور دشمنان حجاب کے فریب کو جانتے تھے یعنی
معلوم تھا کہ کوئی اندیشہ نہیں بلکہ مجھے پانی پر سے ہٹانیکے لئے یہ مکر کیا جا رہا ہے اور بحریمتی
المحرم کا شبہ دلایا جا رہا ہے نیز اسمیں بھی کوئی شک و شبہ نہیں کہ آپ پیاس سے جاں
بلب تھے مگر ان سب باتوں کے باوجود چونکہ دنیا کو اہمیت حجاب وعصمت اور اہتمام
عفت وحیا کا سبق دینا تھا اسلئے فوراً پلٹ کر کفار کو للکارا اور قریب خیام آگئے،
مسلمانو خواہشات ونفسانیات کی عینک اتار کر حسینؑ کی پُر اسرار تعلیمات کو دیکھو،
شمر گلشن زہرا کو پامال کیا چاہتا ہے خدائی معلم کا جسم تیر و نیزہ معلق ہے، نہر فرات کی موجیں
سر ٹپک رہی ہیں، زمین کربلا خاک اُڑا رہی ہے، فرشتوں نے عبادتیں چھوڑ دی ہیں، شمر نے
آستین اُلٹی قریب آیا سینہ حسینؑ سے بے ادبی کی حسین نے اس اذیت کیوجہ سے آنکھیں
کھولدیں، آخری وقت میں بھی خیال آیا تو ناموس ہی کا آیا خیمہ کیطرف نظر گئی تو زینب کو
درخیمہ پر کھڑا پایا چاہا کہ بولیں مگر گلوئے مبارک میں تیر پیوست تھا اشارہ سے فرمایا کہ ای

بہن زینب ابھی حسین زندہ ہے میرے جیتے جی خیمہ سے نہ نکل آنا" اس تعلیم کو اگر مسلمان بھلا دیں تو پھر مجبورًا کہنا پڑیگا کہ وہ یزیدی افعال پر راضی ہیں السلام علیک یا اباعبداللہ بابی انت و امی لعن اللہ امۃ قتلتک ولعن اللہ امۃ ظلمتک ولعن اللہ امۃ سمعت بذلک فرضیت بہ، (ای حسین آپ پر سلام ہو، آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں، خدا اس قوم پر لعنت کرتا ہے جسنے آپ کو قتل کیا، خدا اس قوم پر لعنت کرتا ہے جسنے آپ پر ظلم توڑے، خدا اس قوم پر لعنت کرتا ہے جسنے ان سب باتوں کو سنا اور راضی ہو گئی)

اس عبرتناک ہدایت وعفت آمیز واقعہ سے سبق حاصل کیجیے کہ سید الشہدا کے بعد خیام جلنے شروع ہوئے، پہلے خیمہ میں آگ لگی رسول زادیاں جانتی ہیں کہ اگر خیام سے باہر نکلتی ہیں تو نامحرموں سے مقابلہ ہوگا بیووں کے قافلہ کی پرستار زینب خاتون نے امام زمانہ سید الساجدین سے استفسار کیا جواب ملا کہ دوسرے خیمہ میں چلی جاؤ جب دوسرا خیمہ بھی جلنے لگا تو حکم ہوا کہ تیسرے خیمہ میں چلی جاؤ یہانتک کہ ایک خیمہ باقی رہ گیا جب اسمیں بھی آگ لگی تو پھر معصومہ عالم بے تابانہ سید الساجدین کے پاس آئیں اور فرمایا کہ سید سجاد اب کیا کہتے ہو فرمایا کہ پھوپی جان اب مجبوری ہے کسی نہ کسیطرح اپنی جان بچائے اس بے ادبی سے فراغت ہوئی اور اہلبیت کے پاس صرف چادریں ہی چادریں رہگئیں تو ادھر پردہ کے دشمن پردہ دری پر آمادہ ادھر چادر کا سر سے سرک جانا شان شرافت و طرز سیادت کے منافی سپہ سالار لشکر کفار شمر بد کردار نے چادر مخدومہ عالم کیطرف ہاتھ بڑھایا حسین کی صابرہ اور پیر دسیدۂ عالم بہن اس بیحرمتی و گستاخی پر مضطرب ہو گئیں بے پردگی پر نہ رہ سکیں بنظر قہر اس ملعون کو دیکھا راوی کہتا ہے کہ وہ زمین میں غرق ہونے لگا بادل ناخواستہ اور بڑی ناگواری کے ساتھ شہزادیوں نے اس مصیبت کو جھیلا مگر اب وہ کوہ الم سر پر گرنیوالا اور ایسا مصیبت کا پہاڑ ٹوٹنے والا ہے جسکی بابت زبان خلق کہتی ہے

کہ خدا کرے عام عورتوں کو بھی یہ وقت دیکھنا نصیب نہو چہ جائیکہ شہزادیاں اور رسول زادیاں یعنی اب اہلحرم سر برہنہ بے مقنعہ و چادر دیار بدیار و کوچہ بکوچہ تشہیر کیئے جائینگے میں نہیں کہہ سکتا کہ یہ کتنی شرمناک و دردانگیز بات ہے ہر شخص کا دل منصف ہوتا ہے ذرا غیرت دار دلوں پر ہاتھ رکھکر جواب دیں کہ اگر اس ذلت و رسوائی کیوقت عورتوں کے قافلہ میں کوئی مرد بھی ہو تو اسکا کیا حال ہوگا اور نامحرموں کے مقابل اپنے ناموس کو دیکھکر اسے کتنی خجالت ہوگی، مسلمانو! اس بیحرمتی کو واللہ ہم کچھ بھی نہ سمجھتے بلکہ اس معاملہ میں تمہارے ہی ہمرائے و ہم آہنگ ہوتے کہ یہ کوئی بیعزتی و بیحرمتی کی بات نہ تھی اگر سید الساجدین اس سوال کے جواب میں کہ آپ پر سب سے زائد مصائب کہاں گزرے؟ "الشام، الشام، الشام" نہ فرماتے۔

درحقیقت اگر غور کیا جائے تو یہ ایک ایسا پرہول عالم تھا کہ جنکا شیوہ صبر تھا، جو مصیبتوں پر مصیبتیں اٹھایا کرتے تھے، جنکا رضاجوئی فرض تھا، سخت سے سخت وقت میں صبر و شکر کرنا جنکی عادت میں داخل تھا اسوقت انسے بھی نرہا گیا اور ناموس کے معاملہ میں خموش نہ رہ سکے بلکہ اپنی مصیبتوں کی شکایت کرنی پڑی، اپنی توہین و بے حرمتی پر خون کے آنسو بہانا پڑے، زینب خاتون آپ کو معلوم ہے کہ کس صابرہ کی بیٹی تھیں، کیسے کیسے مقامات پر صبر کیا مگر جو خاص ظلم بازار کوفہ میں ہو رہا تھا اسپر نہ رہ سکیں زینب کو اپنے بھائی کی محنت بڑی عزیز تھی ناممکن تھا کہ کسی معمولی واقعہ پر کائنات کے لئے پر سکوت کو توڑتیں بازار کوفہ میں کوئی نہ کوئی بات ایسی ظہور میں آرہی تھی جس سے سر حسین بھی نیچی نظریں کئے ہوئے آنکھوں سے آنسو بہاتا ہوا، آیات قرآنی کو پڑھ پڑھ کر صبر و تسلی حاصل کرتا ہوا نیزے پر سوار جا رہا تھا جناب زینب کا بھی دل بھر آیا اور آخر بیاد تطہیر سے منہ چھپانیوالی تھیں کوفہ کی بے پردگی پر کیوں نہ تڑپ اٹھتیں لوگوں کو اشارہ کیا کہ سب چپ ہو جاؤ "فسکتت الاجراس وارتعدت الانفاس" باجوں کا

شور و غل بند ہو گیا اور سب پر سکوت چھا گیا، زینب خاتون نے ایک نہایت فصیح و بلیغ خطبہ فرمایا جسکے چند فقرات یہ ہیں

ای اہل کوفہ! ای اہل فریب و دغا! تم نے عیب کمایا، ذلت حاصل کی جسے تم آب جاری سے بھی نہ دھو سکوگے اور کیونکر دھو سکتے ہو درحالیکہ تم نے خلاصہ خاتم نبوت، عمدہ معدن رسالت، مدار حجت مدار شریعت اور سردار جوانان اہل جنت کو قتل کیا، ای اہل کوفہ! تمنے کیا برا توشہ اپنے لئے لیا ہے خدا تمپر اپنا غضب نازل فرمائے اور ہمیشہ کے لیے جہنم میں بھیجے کیا تم جانتے ہو کہ تمنے کس جگر گوشۂ رسول کو پارہ پارہ کیا کس کا خون بہایا اور کن کن مخدرات عصمت و طہارت کو بے پردہ کیا؟ تم نے ایسا کام کیا کہ جسکی وجہ سے تم نادم و شرمندہ ہو گئے، تم کو اس مہلت پر خوش نہونا چاہیے اسلئے کہ خدا انتقام لینے میں جلدی نہیں کرتا اور نہ اسکو انتقام کے فوت ہو جانیکا خوف ہے۔ (لہوف)

اسیطرح جناب ام کلثوم کا خطبہ مقاتل میں درج ہے جسمیں آپ فرماتی ہیں کہ۔

ای کوفہ والو! تمہارا برا حال ہو خدا تم کو مٹائے کیا تم جانتے ہو کہ کیا بلائے عظیم ظاہر ہوئی، تمنے کیسا بھاری بوجھ اپنے اوپر رکھا، کسکا خون تمنے بہایا، کن مخدرات عصمت و طہارت کو بے پردہ کیا اور کسکا مال تمنے لوٹا خبردار گروہ خدا فائز و رستگار اور لشکر شیطان خسارہ میں گرفتار ہے (لہوف)

اسلام کی عزت و وقعت کا پردہ چاک کرنیوالو! عقل سے کام لو حقیقت و حقیت جدت و قدامت کی تباہ کن بحث سے کوسوں دور ہے اگر حقائق کی تعلیم حاصل کرنا ہے تو اہلبیت سے کرو، انکی عورتوں سے سبق لو بلکہ غیر مکلف بچوں کے سامنے زانوے

تلمذ طے کرو، نفسانیت و گمراہی تمہیں وہاں لیجا رہی ہے جہاں نہ جانا چاہیئے، ناحق شناسی
انکی تقلید کرا رہی ہے جنکو تمہارا مقلد ہونا چاہیئے، پستی و دنائت ان اقوام کا قلادہ
اطاعت تمہاری گردنوں میں ڈالے دے رہی ہے جنکو تمہارا مطیع ہونا چاہیئے
ناعاقبت بینی و کوتہ اندیشی تم کو انکا شاگرد بنا رہی ہے جو مدرسہ عروج و کمال اور درسگاہ ترقی
میں ابھی طفل دبستان بلکہ تمہارے ادنے شاگرد ہیں حضرت سید الشہدا روحی لہ الفدا
کی کمسن بچی سکینہ سے باب حجاب کا سبق لو حاکم میخوار کا بھرا دربار ہے اور جناب
سکینہ منہ چھپائے نامحرموں سے شرمائی ہوئی کھڑی ہیں یزید نے اپنے آدمیوں سے
پوچھا کہ یہ بچی کون ہے کسی نے جواب دیا کہ یہ سکینہ بنت الحسین ہے یزید کو آپ کی
اسقدر کمسنی اور اس اہتمام حجاب پر تعجب ہوا کہنے لگا کہ ای سکینہ! تو ابھی کمسن
ہے تجھکو پردہ کی کیا ضرورت ہے؟ ماں بہنوں کی چادروں کے دشمنو! جناب
سکینہ کا جواب سنو فرماتی ہیں کہ ای یزید! ہم اہلبیت عصمت و طہارت ہیں ہمارے
چھوٹے بڑے قرانی سورتوں کیطرح سب برابر ہیں ~~تمام تاریخوں کی بزبان شہادت~~
~~کہ آپ کی عمر تین چار سال سے زائد نہ تھی~~ [اس کم سنی میں] تو آپ کا یہ حجاب، اہتمام وجوب حجاب
کی مستقل دلیل نہیں تو اور کیا ہے یقیناً بے چادری ایک ایسا ہی امر ہے کہ جس سے
زیادہ حیا سوز کوئی واقعہ نہیں ہو سکتا اور بڑے بڑے صبر کرنے والے بھی بیچین ہو جاتے
ہیں رہے بے پردہ کے مخالف انکی بیحیائی و بے شرمی کا ذمہ دار کون ہو سکتا ہے جبکہ
اقدس الہی نے ہی اپنی توفیق انسے سلب کر لی ہے۔ کہنے کو تو ظاہر بظاہر وہ بھی
انسان بلکہ مسلمان ہی تھے جو خاندان رسالت کے ساتھ کربلا۔ کوفہ اور شام میں
اس سوء ادبی سے پیش آ رہے تھے مگر دیکھنا یہ ہے کہ وہ حضرات جنکا قول و فعل ہمارے
لئے سراسر حجت ہے کیا کیا عملی و قولی شاہراہیں بنا گئے، آپ کو معلوم ہے کہ سیدانیوں کو
اپنے وارثوں کے غم تھے بھوک پیاس کی بے انتہا تکلیف تھی، خالی سواریوں پر بیٹھنا

اور اذیت رساں تھا، گرمی اور دھوپ بھی ناقابل تحمل تھی سید الساجدین ؑ پر یہ سب
مصائب اور بیماری کا تکان مگر تقاضائے حجاب دیکھیے، کہ اگر کوئی مہربان پرسان
حال ملا تو پہلا سوال منہ چھپانے کے لیئے چادر کا ہوا۔ غور کیجیے کہ اہلبیت عفت و طہارت
اور سوال، عوام کے نزدیک بھی سوال سخت جرم اور خلاف شان سمجھا جاتا ہے چہ جائیکہ
رسول زادیاں بیشک اسمیں کوئی نہ کوئی فلسفہ ایسا تھا جسنے سوال پر مجبور کیا اور
بغیر سوال نبی زادیوں کی زندگی تلخ و دشوار ہوگئی اور کیوں نہو جاتی نامحرموں میں بے پردہ
ہو جانے سے سوال تو سوال موت بہتر ہے۔ بھوک پیاس کی کیفیت ایک نہایت ہی اضطراری
ہوتی ہے اور انسان کی حالت بے اختیار ناگفتہ بہ ہو جاتی ہے مختصر یہ ہے کہ دم نکلجاتا ہے
اگر بشرط حیاداری بے پردگی ذرا دیر کے لیئے بھی قابل گوارائی و پذیرائی ہو سکتی تو یقیناً
عورتوں کے منہ سے بجائے چادر کے کھانے پانی کا سوال نکلتا مگر کیا کرتیں حیا و عفت
کی شہزادیاں کوفہ و شام کے بازاریوں سے آنکھیں دوچار کرنے میں زمین کے اندر گڑی
جاتی تھیں بڑی مشکل کا سامنا تھا ہاتھ بندھے ہوئے تھے کیا کیا جاتا مجبوراً قہر درویش بجان
درویش، مگر ادِھر ہاتھ کھلے اُدھر غیرت دار عورتوں نے بال چہروں پر ڈال لیئے اور جن
بچیوں کے بال اس قابل نہ تھے انہوں نے ہاتھوں سے چہرے چھپا لیئے۔ ہاں اسلامی حمیت
رکھنے والو! تو کیا یہ سب باتیں اسلیئے تھیں کہ آج پردہ اُٹھا دیا جائے اور تمہاری عورتیں
سر و رو برہنہ نامحرموں کے سامنے جا سکیں وہاں رسول کا لخت جگر اپنے اہلحرم کو بے
پردگی سے بچانیکے لیئے نہر سے پیاسا واپس آیا اور یہاں مسلمان اپنی عورتوں کو گھروں سے
باہر بھیجکر خود گھروں کے اندر بیٹھنا چاہتے ہیں اور انکی کمائی سے عیش کرنا پسند کرتے ہیں،
وہاں خیموں پر خیمے بدلے جائیں اور یہاں گھر خالی اور عورتیں بازاروں میں وہاں شمر پر
عذاب خدا نازل ہو اور یہاں بے پردگی بالکل جائز، وہاں اتنی مصیبتوں کے ہوتے ہوئے
چادر کی تلاش اور یہاں باوجودیکہ آرام کے ساتھ خانہ نشینی میسر مگر کوچہ گردی کی فکر،

وہاں چادریں نہ تھیں تو بالوں اور ہاتھوں سے چہرے چھپائے اور یہاں چادریں ہیں مگر انہیں سروں سے پھینک کر کہا جاتا ہے کہ شرعاً چہرے اور ہاتھوں کا چھپانا ضروری نہیں، دامن خواہشات کی وسعت اور دامن لباس کی تنگی دامن خواہشات کا پھیلنا اور دامن لباس کا سمٹنا آخر اتنا سمٹا کہ سروں پر چادریں نہ دارد"

دربار رسالت تو اسلئے قائم ہوا تھا کہ ہم اہلبیت رسالت کی تاسی کریں آخر مسئلہ وجوب حجاب اسطرح کوتہ نظری و بدنظمی کے حوالے کیوں ہوا کہ اسکی تبلیغ کرنا اور اپنے قلم و زبان کی قوت کو اس کے اہتمام میں صرف کرنا ہر اہل علم کا فرض ہو گیا اور حیا و عفت کی دنیا نے ایسا پلٹا کھایا کہ ہر صاحب قلم اگر اپنی ایک ایک تصنیف سے بھی قوم کو فائدہ پہنچائے تو ضرورت سے زائد نہیں بلکہ اس امر کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے کہ مسلمانوں کا کوئی گھر بھی ایسے عام فہم رسالوں اور سہل کتابوں سے خالی نہ ہونا چاہیے جن سے تمام مسلمان عموماً اور صنف نسوانی خصوصاً استفادہ کر سکے تاکہ اسلام میں وہی حقیقی پردہ قائم رہے جسکی قران و حدیث اور عقل سلیم نے تعلیم دی ہے اسی ضرورت و احتیاج کو محسوس کرتے ہوئے میں نے اپنے ملت و مذہب کی خدمت کرنا چاہی اور عقل و نقل سے استنباط و استمداد کر کے اس دعا پر رسالہ **اثبات الحجاب بالعقل والسنۃ والکتاب** کو ارباب نظر کی خدمت میں پیش کیا کہ اقدس الہی اس ناچیز سعی کو مقبول و ذریعہ فلاح دارین قرار دے خداوند عالم کا ہزار ہزار شکر ہے کہ میری یہ دعا بڑی حد تک مستجاب ہوئی یعنی اسکا پہلا ایڈیشن بہت جلد ختم ہو گیا اور اب دوسری مرتبہ چھپوانے کی ضرورت ہوئی جسمیں جدید استدلالات و بیانات کا اضافہ امید دلاتا ہے کہ انشاء اللہ العزیز بہت جلد طبع سوم کی نوبت آئیگی لیکن ناشکری ہوگی اگر ان حضرات کا تہ دل سے شکریہ ادا نہ کر لوں جنھوں

نے اس خدمت کی انجام دہی میں قلمے، سخنے، دامے، درمے مدد فرماکر میری حوصلہ افزائی فرمائی اور جنکی مساعی جمیلہ سے مجھ جیسے کج رقم کا رسالہ شرف مقبولیت حاصل کرکے طبع دوم کی عزت حاصل کررہا ہے یقیناً مجھے ان کا شکر گزار ہونا چاہیے اسلئے کہ

من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ ابدا

جسنے بندوں کا شکر ادا نہ کیا وہ خدا ہی کا شکر کیا ادا کریگا

جنمیں سب سے اول استاد محترم صدر المحققین، بدر المتکلمین سید العلماء مولٰنا **السید محمد** صاحب قبلہ مدظلہ مجتہد العصر امروہوی ہیں کہ آنجناب کا مجھکو رسالہ کے ہر ہر موضوع وعنوان میں علمی رہبری فرمانا، اپنے ہر عزیز وقت کو میرے لیے وقف کردینا پھر اصلاح وتنقید کی زحمت فرماکر قطرے کو دریا بنادینا محض متعلم پروری وخادم نوازی سے ہی تعبیر کیا جاسکتا ہے اور استاد معظم زبدۃ المتبحرین، ملک الناطقین عمدۃ العلماء مولانا **السید کلب حسین** صاحب قبلہ مدظلہ مجتہد العصر لکھنوی ہیں کہ آنجناب کا ازراہ ذرہ نوازی وہمت افزائی باوجود کثرت مشاغل ضروریہ گرانقدر و گرانبہا توثیق سے ناقابل دید تحریر کو قابل دید بلکہ خذف کو گوہر بنادینا محض ایثار کرم اور ذرہ کو آفتاب بنادینے پر ہی محمول ہوسکتا ہے پھر جناب عین الاعیان، رفیع الشان فخر قوم، ہمدرد مذہب خان صاحب **السید منظور حسین** صاحب نوگانوی دام اقبالہ فارسٹ انجینیر نہایت درجہ مستحق تشکر وامتنان ہیں کہ آپ نے اپنے جوش ایمانی وخروش مذہبی سے بڑی حد تک طبع اول کے مصارف کو برداشت فرمایا نیز ان حضرات کی خدمت میں ہدیۂ تشکر کیونکر نہ پیش کروں جنھوں نے حسب تعداد ذیل رسالوں کے بلا طلب بھیجے ہوئے وی پی وصول فرماکر عالی ہمتی، جذبہ مذہبی اور قدردانی کا ثبوت دیا اور جنکے اسماء گرامی درج ذیل ہیں امید ہے کہ وہ اس شکریہ کو ایک عاجز وقاصر کا شکریہ تصور فرماتے ہوئے قبول فرمائیں گے اور آیندہ کے لیئے بھی نظر کرم

کو منعطف رکھینگے۔

(۲) جناب سید علی حسین صاحب بستی ۲ جلد (۳) جناب سید ابوالحسن صاحب دہلی ۲ جلد (۴) جناب مولوی سید محمد الیاس صاحب جارچوی ۲ جلد (۵) جناب سید محمد اختر صاحب نگینہ ۱ جلد (۶) جناب شیخ ریاض حسین صاحب ڈبائی ۱ جلد (۷) جناب ڈاکٹر سید محب رضا صاحب نوگانوی از مرزاپور ۱ جلد (۸) جناب مولوی سید الطاف حسین صاحب ہگلی ۱ جلد (۹) جناب مولوی سید محمد حسین صاحب زیدی سہارنپوری ۱ جلد (۱۰) جناب مولوی سید شاکر حسین صاحب نوگانوی از پربھنی ۱ جلد (۱۱) جناب سید محمد محسن صاحب سہارنپور ۱ جلد (۱۲) جناب سید غلام حسین صاحب نوگانوی از بمبئی ۱ جلد (۱۳) جناب مستطاب ملا محمد باقر صاحب زاد مجدہم بمبئی ۱ جلد (۱۴) جناب سید ایوب حسین صاحب نوگانوی از بمبئی ۱ جلد (۱۵) جناب سید کرار حسن صاحب نوگانوی از کلکتہ ۱ جلد (۱۶) جناب سید زاہد حسین صاحب نوگانوی از ٹونڈلہ ۱ جلد (۱۷) جناب سید زائر حسین صاحب ولد سید مہدی حسن صاحب مرحوم نوگانوی نوپارہ باندرہ ۱ جلد (۱۸) جناب سید احمد حسین صاحب سرسی ۱ جلد (۱۹) جناب سید امیر حسین صاحب مرحوم ولد سید یعقوب علیصاحب نوگانوی از ہگلی ۱ جلد (۲۰) جناب داروغہ مشتاق حسین صاحب نوگانوی از ہگلی ۱ جلد (۲۱) جناب سید زوار حسین صاحب نوگانوی مرثیہ خوان از ہگلی ۱ جلد (۲۲) جناب سید ابرار حسین صاحب ولد جناب سید ابراہیم علی صاحب نوگانوی از حیدرآباد دکن ۱ جلد (۲۳) جناب مولانا سید سبط حسن صاحب قبلہ حیدرآباد دکن ۱ جلد (۲۴) جناب مولانا سید حیدر رسول صاحب قبلہ حیدرآباد دکن ۱ جلد (۲۵) جناب مولانا سید ابوالحسن صاحب قبلہ حیدرآباد دکن ۱ جلد (۲۶) جناب مولوی سید رستم علیصاحب نوگانوی از حیدرآباد ۱ جلد (۲۷) جناب سید جعفر حسین صاحب نوگانوی وکیل از حیدرآباد ۱ جلد (۲۸) جناب حکیم عابد حسین صاحب جے پور ۱ جلد (۲۹) جناب حکیم احمد علیخاں صاحب

جے پور ۱ جلد (۳۰) جناب میر شبیر حسین صاحب جلالی ۱ جلد (۳۱) جناب مولوی اکرام عالم صاحب بدایوں ۲ جلد (۳۲) جناب سید ابراہیم حسین صاحب کھیری ۱ جلد (۳۳) جناب مولوی عادل حسین صاحب وکیل مالیر کوٹلہ ۱ جلد (۳۴) عالیجناب راجہ سر اکبر علی خانصاحب بالقابہ پنڈراول ۱ جلد (۳۵) جناب سید اخلاق احمد صاحب نوگانوی از کلکتہ ۱ جلد (۳۶) جناب مولوی سید کلب عباس صاحب بریلی ۱ جلد (۳۷) جناب مخدوم سید ناصر الدین شاہ صاحب ملتان ۱ جلد (۳۸) جناب مولوی سید محمد شاہ صاحب وکیل منٹگمری ۱ جلد (۳۹) جناب پیارے صاحب سید جواد حسین صاحب جبلپور ۱ جلد (۴۰) جناب سید وصی رسول صاحب سرسی ۱ جلد (۴۱) جناب سید افتخار حسین صاحب جج ایٹہ ۱ جلد (۴۲) جناب سید موسی عمران صاحب نگینہ ۱ جلد (۴۳) جناب حاجی غلام علیصاحب مالک اخبار راہ نجات کاٹھیاوار ۱ جلد (۴۴) جناب سید جواد حسین صاحب نوگانوی از کلکتہ ۱ جلد (۴۵) جناب سید سجاد حسین صاحب نوگانوی از کلکتہ ۱ جلد (۴۶) جناب سید سرفراز حسین صاحب نوگانوی از بمبئی ۲ جلد (۴۹) جناب حکیم سید امداد حسین صاحب نوگانوی از بمبئی ۱ جلد (۵۰) جناب سید الطاف حسین صاحب کلکتہ ۱ جلد (۵۱) جناب سید غلام حسین صاحب بمبئی ۱ جلد (۵۲) جناب سید مصطفی حسین صاحب ولد سید امیر حسین صاحب نوگانوی از کالی باڑی ۱ جلد (۵۳) جناب سید امیر نواب صاحب انسپکٹر آبکاری دی ہیا ۱ جلد (۵۴) جناب سید نیر حسین صاحب افسر مال مالیر کوٹلہ ۱ جلد (۵۵) جناب ڈاکٹر سید امیر حسین صاحب نوگانوی از جھکر ۲ جلد (۵۶) جناب مولوی سید زاہد حسین صاحب نوگانوی کان کنارہ ۱ جلد (۵۷) جناب آغا محمد مہدی صاحب ہنگلی ۱ جلد (۵۸) جناب ملک الرحمان صاحب کیانی کوہاٹ ۱ جلد (۵۹) جناب کاچو صادق شاہ صاحب سکردو ۱ جلد (۶۰) جناب سید علی حیدر صاحب تحصیلدار نهرپا ۱ جلد (۶۱) جناب سید کریم حیدر صاحب تحصیلدار

نوگانوی از فریدپور اجلد، اسیطرح ہمدردان مذہب وملت میری جدید تالیفات
تسلیم الشہدا اور الاعتبار کے بھی بلا طلب مرسلہ وی-پی وصول فرما رہے ہیں
جنکا شکریہ ان کے دوسرے ایڈیشنوں میں یا اپنی کتاب موسوم بہ خزانۂ عامرہ
کے دیباچہ میں ادا کرونگا جو عنقریب ہدیہ ارباب نظر ہوگی اور جسمیں انبیاء مقربین
وچہاردہ معصومین علیہم الصلوٰۃ والسّلام اجمعین تک نو پاش وبصیرت افروز
حالات درج ہوں گے۔ اب میں موضوع کتاب پر آتا ہوں اور اثبات حجاب میں
عقلی استدلال کے بعد نقلیات شروع کرتا ہوں وما توفیقی اللہ باللہ العلی العظیم

استدلال از آیات قرآنی

پارہ ۱۸ سورہ نور رکوع ۱۰ میں ارشاد جناب باری عزاسمہ ہے قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِى الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ یعنی (اے رسول) ایمانداروں سے کہدو کہ اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہی انکے لیئے زیادہ صفائی کی بات ہے خدا ان کے فعلوں سے خوب واقف ہے اور (اے رسول) ایمان والی عورتوں سے بھی کہدو کہ وہ بھی اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کو کسی پر ظاہر نہونے دیں مگر جو خود بخود ظاہر ہو جاتی ہو (اور چھپ نہ سکتی ہو اسکے ظاہر ہو جانے میں گناہ نہیں) اور اپنی اوڑھنیوں کو (گھونگٹ نکالکر) اپنے گریبانوں پر ڈالے رہیں اور اپنے شوہروں یا اپنے باپ داداؤں یا اپنے شوہروں کے باپ داداؤں یا اپنے بیٹوں یا اپنے شوہر کے بیٹوں یا اپنے بھائیوں یا اپنے بھتیجوں یا اپنے بھانجوں یا اپنی عورتوں یا اپنی لونڈیوں یا (گھر کے) وہ نوکر چاکر جو مرد صورت ہیں (مگر بہت بوڑھے

ہونے کی وجہ سے) عورتوں سے کوئی مطلب نہیں رکھتے یا وہ کمسن لڑکے جو عورتوں کی
پردہ کی باتوں سے خبردار نہیں ان کے سوا کسی پر اپنے بناؤ سنگھار کو ظاہر نہ ہونے
دیا کریں اور چلنے میں اپنے پاؤں زمین پر اسطرح نہ رکھیں کہ لوگوں کو ان کے پوشیدہ بناؤ
سنگھار (جھنکار) کی خبر ہو جائے اور اے ایمان والو تم سب توبہ کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔

اس آیہ مبارکہ میں خداوند عالم نے مومنین و مومنات کو پردہ کی تاکید فرمائی ہے
اور چونکہ انسان مبتلائے خطا و نسیان ہے اسلئے پردہ کا طریقہ بھی بیان فرمایا سب
سے پہلے غض بصر اور حفظ فروج کے اہتمام کیطرف اپنے رسول کو اسطرح متوجہ فرمایا
کہ مومنین مردوں کو اپنی نظروں اور شرمگاہوں کی غیر عورتوں سے حفاظت کرنا اور
مومنہ عورتوں کو اپنی نظروں اور شرمگاہوں کی نامحرم مردوں سے حفاظت کرنا اور
بے محل و خلاف موقع استعمال سے اجتناب کرنا واجب و لازم اور باعث تزکیہ نفس
ہے اسکے بعد ارشاد ہے کہ عورتیں اپنی زینت کو اس سے زائد ظاہر نہ کریں جو خود بخود اٹھتے
بیٹھتے اور گھر کے کاروبار میں ظاہر ہو جائے اسلئے کہ اسکے چھپانے میں عسر و حرج ہے اہل
تفاسیر کا اتفاق اسپر ہے کہ مَا ظَهَرَ مِنْهَا سے مراد اطراف ثیاب ہیں **تفسیر
مجمع البیان** میں جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ سے منقول ہے کہ شوہر کرتے کے
نیچے کا تمام جسم دیکھ سکتا ہے بیٹا اور بھائی محض کرتے کے اوپر سے اور نامحرم چادر
کپڑوں کے اوپر سے کرتہ، پائجامہ، نقاب اور چادر **تفسیر صافی** اور **عمدۃ البیان**
میں بھی یہ حدیث موجود ہے اخوند ملا فتح اللہ کاشانی ؒ **تفسیر خلاصۃ المنہج** میں
اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا کی اسطرح تفسیر فرماتے ہیں "مگر آنکہ ظاہر شدہ ازاں زینت بوقت
قیام نمودن بحوائج چوں اطراف جامہ چہ اخفائے آں موجب حرج ست انتہی" اور
اسی کی تائید **تفسیر تنویر الاقتباس** اور **منہج الصادقین** سے ہوتی ہے
صاحب **جواہر الکلام** لکھتے ہیں کہ مَا ظَهَرَ مِنْهَا کی تفسیر میں جو احادیث

وارد ہیں انمیں اسقدر اختلاف ہے کہ جمع بین الاحادیث مشکل ہے اور اکثر روایتیں
ضعیفۃ السند ہیں پس بعید نہیں کہ اس سے ظاہری لباس مراد ہو صاحب **خلاصتہ
المنہج** یہ فیصلہ کرتے ہوئے کہ مَاظَہَرَ سے مراد کپڑے ہیں فرماتے ہیں کہ "باقی اقوال در
زینت ظاہرہ کہ آنوجہ ست وکفین یا کحل یا خضاب یا خاتم ضعیف ست بحد تحقیق
نرسیدہ انتہی" اور بداہتہً وصیر تحاًبھی ثابت ہوتا ہے کہ تمام زینتوں سے زیادہ ظاہر اطراف
ثیاب ہی ہیں اور انہیں کے ظاہر ہونے کا یقین ہے دوسری چیزوں کے ظاہر ہونے میں
اختلاف اور شک وشبہ ہے لہذا یقینی چیز کو مفاد ومطلب آیت میں داخل کرنا قرین عقل ہے
مختلف فیہ ومشکوک کو آیت میں داخل کرکے مانعین حجاب مخدرات اسلام کی پردہ دری
کی زحمت نہ اُٹھائیں اور اس بارعظیم سے اپنی گردنوں کو دور ہی رکھیں، جب پورے
طور پر یہ ثابت ہوچکا کہ زینت ظاہری ثیاب ہیں تو باقی تمام زینتیں ظاہری نہ رہینگی،
رہا یہ شبہ کہ بعض مفسرین نے زینت سے مواضع زینت مراد لئے ہیں جسکی بنا پر لَا یُبْدِیْنَ
زِیْنَتَھُنَّ اِلَّا مَا ظَھَرَ مِنْھَا کا مطلب یہ ہوگا کہ نامحرم کے سامنے مواضع زینت
ظاہری کا ظاہر کرنا جائز ہے اسکا معارضہ ان اقوال سے ہوتا ہے جنمیں نفس زینت
مراد ہے مثلاً ملا فتح اللہ کاشانی رح **خلاصتہ المنہج** میں فرماتے ہیں "اظہر نزد من آنست
کہ مراد نفس زینت است ونظر دراں حرام ست انتہی"۔ **جمع الجوامع** میں ہے ذکر
الزینۃ دون مواقعھا للمبالغۃ فی الامر بالتستر یعنی اقدس الہی نے
بجائے مقامات زینت کے خود زینت کا اسلئے ذکر فرمایا تاکہ پردے کے حکم میں کافی
اہتمام ہوجائے اس سے صاحب جمع الجوامع کا مطلب یہ ہے کہ پردہ مقامات زینت کا
ہونا چاہئے تھا کیونکہ نفس زینت کا دیکھنا حرام نہیں ورنہ ثیاب وزیورات پر مطلقاً
نظر کرنا حرام ہوتا مگر خداوند عالم نے زینت ہی کے چھپانے کا حکم دیا اس سے معلوم ہوا
کہ یہ حکم مطلق نہیں ہے بلکہ اس حالت کے ساتھ مقید ہے جبکہ زینت اپنے مواضع د

مقامات پر ہو تاکہ حکم حجاب میں مبالغہ ہو جائے اور موضع زینت پر اتفاقاً بھی نظر نہ پڑ سکے ورنہ اگر نفس زینت کو دیکھنا دکھانا جائز و مباح قرار دیدیا جاتا تو نظر کا مواضع زینت پر پڑ جانا لازم تھا دوسرے الفاظ میں یوں کہئے کہ حرمت کا تعلق زینت سے ہے اگرچہ بحیثیت مقدمہ حرام سہی، اور صاحب جمع الجوامع کے نزدیک بھی مصاحت مذکورہ کے مطابق مناط حکم اور زینت سے مراد نفس زینت ہے اگر ان کی رائے میں ایسا نہوتا تو ذکی الزینۃ دون مواقعہا کہنے کی ہی کچھ ضرورت نہ تھی دون مواقعہا سے صاف ظاہر ہے کہ علامہ مذکور زینت سے نفس زینت سمجھ رہے ہیں یہی توجیہ نفس زینت کیطرف نظر کرنے کی حرمت کی صاحب **خلاصتہ المنہج** نے بیان فرمائی ہے کہ نفس زینت پر نظر کرنا حرام ہے اسلئے کہ وہ مواضع زینت پر نظر پڑ جانے کو مستلزم ہے اسکے علاوہ یہ امر اظہر من الشمس ہے کہ زینت سے نفس زینت مراد لینا تو حقیقت ہے اور مواضع و مقامات زینت مراد لینا مجاز صریح ہے اور حقیقت پر مجاز مقدم ہے بلکہ جبتک کوئی ایسا قرینہ نہ پایا جائے جو معنی حقیقی لینے سے روک رہا ہو حقیقت ہی مراد لینا ضروری ہے جیساکہ اس موضوع کی کتب معتبرہ میں اپنے مقام پر یہ فیصلہ کردیا گیا ہے اور قرینہ یہاں پر معدوم ہے لہذا زینت سے مراد یقیناً نفس زینت ہے اور اسی کا اظہار اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا کے طور پر جائز ہو سکتا ہے نہ کہ مواضع زینت کا۔

اسکے بعد فرمان باری ہے وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ الخ عقلاً و عرفاً معلوم ہوتا ہی کہ اوڑھنی کو گریبانوں پر ڈالنے سے جتنے اعضا اسکے اندر آسکتے ہیں انہیں سے اگر تاکید حجاب کا زائد تعلق ہے تو صرف چہرے سے ہے بہ نسبت چہرے کے نہ گردن پر نظر پڑنے سے کسی فتنہ کا خیال ہے نہ سر کے بال اور کانوں وغیرہ میں ایسا احتمال تلذذ دریہ کہ جسکی وجہ سے پردہ کو واجب نہ جاننے والے بھی واجب جانتے ہیں اسکا تعلق بھی تمام بدن سے برابر نہیں بلکہ چہرہ ہی وہ مقام ہے جس سے تلذذ و ریبہ کا تعلق بہ نسبت اور

اعضار کے زائد ہے شارع علیہ السلام کا حکم ہے کہ اگر کوئی شخص کسی عورت سے نکاح کا قصد کرتا ہو تو اسکے چہرے کو دیکھ سکتا ہے یہ بھی اسی لئے ہے کہ تزویج و تناکح کا پہلا اور ضروری مقصد توالد و تناسل ہے جسکی ترقی کا جزو اعظم تلذذ ہے لہذا شارع علیہ السلام نے یہ اجازت دیدی کہ ہر شخص زن مذکورہ کو دیکھ سکتا ہے اور چہرے پر نظر ڈالکر اپنے آیندہ تلذذ کا اندازہ کرتے ہوئے یہ نتیجہ نکال سکتا ہے کہ بعد نکاح اتفاق و نااتفاقی کی کیا کیفیت رہیگی اگر تلذذ زائد ہوگا تو اتفاق بھی بدرجہ اتم ہوگا اور توالد و تناسل کے سلسلہ میں ترقی ہوگی ورنہ اگر تلذذ کم ہوگا تو نااتفاقی رہیگی اور توالد و تناسل کا سلسلہ بھی رفتہ رفتہ منقطع ہو جائیگا جیسا کہ اکثر مشاہدات سے ثابت ہوتا ہے پس چونکہ چہرہ سے تلذذ کا تعلق زائد ہے اسی لئے اوڑھنی سے چہرہ کو اہتمام تام کے ساتھ چھپانا بھی مفید ہوگا اوڑھنی کا مقصد صرف یہ نہیں ہو سکتا کہ کان گردن اور چوٹی چھپائی جائے اور چہرہ کھلا رہے لہذا قول باریتعالی وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ الخ کا مطلب سوائے اسکے اور کچھ نہیں ہو سکتا کہ اوڑھنیوں کو سینوں اور گریبانوں تک لانیکے لئے چہرے کا راستہ اختیار کیا جائے اور اوڑھنی اوڑھنے کی ایسی ہیئت پیدا کر لیجائے جسے ہمارے عرف میں گھونگٹ کہتے ہیں ورنہ اصل مقصد فوت ہو جائیگا اور پردے کا حکم بالکل خلاف عقل و غیر مفید رہیگا حالانکہ قول خداوند عالم ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ سے پردے کا کیسا عظیم فلسفہ ثابت ہو رہا ہے لامحالہ جو احادیث و اقوال علما بظاہر اُسکے خلاف نظر آتے ہیں اُنسے یہ مطلب ہے کہ عورت کو وجہہ و کفین کا نہ چھپانا ان لوگوں کے سامنے جائز ہے جنکو خود اقدس الہی نے اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ کہکر مستثنیٰ فرمایا ہے یا یہ کہ مثلاً ضرورت کے وقت اظہار وجہہ و کفین جائز ہے مثلاً طبیب کے سامنے یا اور کسی ضرورت کے وقت اسلیئے کہ اسکے خلاف سمجھنا ظواہر آیات کے خلاف ہے جیسا کہ استدلال قرانی پر ایک نظر ڈالنے کے بعد معلوم ہوگا۔

اسمیں توکوئی شک نہیں کہ بے حجابی و اظہار زینت کی حرمت کا سبب (مقدمہ) تلذذ و ریبہ ہے اور اسی پر فلسفہ حجاب کا مدار ہے لیکن یہ خیال کہ بغیر تلذذ و ریبہ نظر جائز ہے لغو اور وہم بے بنیاد ہے اسلیئے کہ جو مقدمات واجب واجب اور جو مقدمات حرام حرام ہیں ان میں سے وہ مقدمہ بھی ہے جو سبب ہو اور یہ مسلم ہے کہ جسطرح تلذذ و ریبہ بے حجابی و اظہار زینت کی حرمت کا مقدمہ سببی ہے اسیطرح وہ نظر جو ارادتاً و ثانیاً ہو تلذذ و ریبہ کا مقدمہ سببی ہے اسلیئے کہ مقدمہ سببی وہ ہے جسکا وجود مسبب کے وجود کو اور اسکا عدم اسکے عدم کو مستلزم ہو اور یہانپر تلذذ و ریبہ کا وجود و عدم حرمت اظہار زینت کے وجود و عدم کو مستلزم ہے اور نظر ارادی و ثانوی کا وجود و عدم تلذذ و ریبہ کے وجود و عدم کو لہذا جسطرح تلذذ و ریبہ حرمت اظہار زینت کا مقدمہ سببی ہے اسیطرح یہ نظر تلذذ و ریبہ کا مقدمہ سببی ہے اور مقدمہ سببی کا وجوب و حرمت خاص طور پر مجمع علیہ ہے پس جسطرح تلذذ و ریبہ حرام اسیطرح ایسی نظر بھی حرام اور اس سے مفر نہیں کہ ثانوی و ارادی نظر سبب تلذذ و ریبہ ہے اسلیئے کہ ارادہ و اعادہ خود اپنی علیت و سببیت پر اس وضاحت و بداہت کے ساتھہ دلالت کرتے ہیں کہ جسکے بعد کسی استدلال کی ضرورت نہیں اور کہنا پڑتا ہے کہ ہر نظر ارادی و ثانوی تلذذ و ریبہ کو مستلزم ہے اور چونکہ مردہ تلذذ و ریبہ حرام ہے جو نامحرم کے ساتھہ ہو لہذا بحیثیت حرمت مقدمہ حرام ہر مذکورہ نظر بھی حرام رہیگی یعنی نظر ارادی و ثانوی کے وجود سے تلذذ و ریبہ کا وجود ہو جانا ضروری ہے یہ نہیں ہو سکتا کہ ایسی نظر ہو اور تلذذ و ریبہ نہو اسلیئے کہ سبب کے وجود میں آتے ہی مسبب کا وجود واجب ہو جاتا ہے کما مر اور نظر و تلذذ باہم سبب و مسبب ہیں لہذا یہ کہنا کہ بغیر تلذذ و ریبہ نظر جائز ہے لغو و بے معنی رہیگا، واقعات و مشاہدات کو دیکھیئے تو وہ اس کے موید ہیں، اس زمانہ کا تو ذکر ہی کیا ہے اور عوام الناس سے تو

کچھ بھی امید نہیں کہ نظر کو تلذذ و ریبہ سے خالی رکھ سکینگے رسول کو اپنے زمانہ میں
فضل بن عباس جیسے مقدس و متبرک بزرگ پر فتنہ و تلذذ کا خیال ہو گیا جبکہ زن خثعمیہ
مقام منیٰ میں کوئی مسئلہ معلوم کرنے کے لیئے آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئی اور
فضل بن عباس ردیف رسول تھے فضل اس عورت کی طرف دیکھنے لگے اور وہ انکی
طرف دیکھتی تھی رسول اللہ نے فضل کا منہ پھروا دیا اور فرمایا کہ مرد و عورت دونوں
جوان ہیں مجھے خیال ہوا کہ کہیں شیطانی وسوسہ نہ آجائے **علامہ تذکرہ** میں تحریر
فرماتے ہیں کہ نامحرم کا کسی نامحرم پر نظر ڈالنا مطلقاً حرام ہے اسلیئے کہ خداوند عالم
ارشاد فرماتا ہے وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ الآیہ اگر ان کیطرف دیکھنا جائز ہو جاتا
تو وہ بھی مثل مردوں کے ہو جاتیں اسلیئے کہ ان کیطرف نظر کرنے میں مظنہ ریبہ و فتنہ
ہے انتہیٰ۔

بہر طور اخفار زینت اور حجاب کا خداوند عالم نے ایسا حکم نہیں دیا کہ جسکی بجا
آوری انسانی طاقت سے باہر یا ایسی مشقت کا باعث ہو جس سے معاشرت میں خلل
پڑے، عسر و حرج کو مستلزم ہو اور بندگان خدا تکلیف اُٹھائیں، ان تمام امور سے
بچانیکے لیئے پہلا استثنار اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا کے ساتھ کیا گیا جسکی تفصیل گزری دوسرا
استثنار لَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ سے شروع ہے پہلے شوہر کو مستثنیٰ
کیا اسلیئے کہ زینت اسی کے لیئے ہوتی ہے اور اسے اپنی زوجہ کے تمام جسم پر نظر کرنا
جائز ہے یہاں تک کہ فرج بھی مخصوص نہیں دوسرے زینت کو عورتوں کے آبا و اجداد
اور اُن کے آبا و اجداد دیکھ سکتے ہیں عورتوں کے شوہروں کے، آبا و اجداد بھی اسی حکم
میں ہیں اسلیئے کہ وہ اپنے ابا کیطرح ہیں قرآن مجید نے اپنے بیٹوں سے بھی پردے کی
تکلیف نہیں دی اگرچہ کئی پشت دور کے ہوں اسی حکم میں شوہروں کے بیٹے بھی ہیں
پھر خداوند عالم نے اَوْ اِخْوَانِهِنَّ کہکر بھائیوں کو مستثنیٰ فرمایا کہ ان کے سامنے

بھی عورتیں اظہار زینت کرسکتی ہیں اور بمفاد اَوْ بَنِیْ اِخْوَانِهِنَّ بھتیجے بھی اسی حکم میں ہیں
اور بنی اَخَوَاتِهِنَّ سے ثابت ہے کہ بھانجوں سے بھی پردہ نہیں نیز ان عورتوں سے
اخفار زینت کی ضرورت نہیں جو اپنی عورتیں ہوں یعنی اپنے دین پر ہوں نہ کہ کافرہ،
وثنیہ، یہودیہ، نصرانیہ اور مجوسیہ وغیرہ تبیان میں ہے کہ مطلق زنان کافرہ در حکم
مردان بیگانہ اند وجائز نیست کہ زنان مومنہ نزد ایشاں برہنہ شوند ومواضع زینت خفیہ
برایشاں نمایند زیرا کہ حکم ایں میان اہل اسلام وکفر رسم اشنائی انداختہ انتہیٰ اسیطرح
قول باری تعالیٰ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ سے معلوم ہوتا ہے کہ جو عورتیں اپنی کنیزیں ہوں انسے
بھی پردہ نہیں اور علمار امامیہ کے نزدیک عورتوں کے لئے ان کے غلام مثل مرد
اجنبی کے ہیں لہذا ان سے بھی اخفار زینت ضروری ہے پھر خداوند عالم نے ایسے
ملازموں کو مستثنیٰ فرمایا کہ جنہیں عورتوں سے کوئی مطلب نہیں ہوسکتا اور ایسے
غیر ممیز بچے جو یہ نہیں جانتے کہ شرمگاہ کیا چیز ہے اور مباشرت ومجامعت کو نہیں سمجھتے
انسے بھی پردہ ضروری نہیں۔

ان لوگوں کو مستثنیٰ کرنے کے بعد اثبات حجاب کیلئے تو اس آیت کا یہ آخری
فقرہ بھی کچھ کم نہیں وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ الخ خداوند عالم عورتوں کو پیر مارکر
چلنے سے منع فرماتا ہے ظاہر ہے کہ باطنی آرائش کے ظاہر ہوجانے میں ممانعت کا سبب
سوائے اس مضرت کے اور کوئی امر نہیں معلوم ہوتا کہ جب غیروں کو آرائش مخفیہ کی
خبر ہوگی تو ان کی نیت میں تلذذ دریبہ اور شیطنت آجائیگی اور جب یہی سبب نہی ہے تو اسکی
کیا وجہ ہے کہ پیروں کی مخفی آرائش کے ظاہر ہوجانے میں تو تلذذ وفتنہ ہو اور چہرے کے
ظاہر ہوجانے میں نہ رہے خصوصاً جبکہ چہرے کی طرف دیکھنے میں جو تلذذ وفتنہ ہے
اسکو اس تلذذ وفتنہ سے کوئی نسبت ہی نہیں جو پیروں کی آرائش مخفیہ پر مطلع ہوجانے
سے پیدا ہوتا ہے اس صورت میں تعجب ہے کہ پیر مار کر چلنے پر تو نہی مترتب ہو اور حکم اقدس الٰہی

نازل ہو وَلَا یَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِہِنَّ اور منہ کھولنے کو جائز سمجھا جائے، اسی خلاف مقتضائے عقل ترتیب کی تردید کے لئے صاحب تفسیر **خلاصۃ المنہج** اس جملہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں " این ابلغ است از نہی اظہار زینت و رفع صورت انتھی فافہم وتدبر"

اسکے بعد احکام حجاب کی تفصیل کے لیے پارہ ۱۸ سورہ نور رکوع ۱۴ کی ۵۸، ۵۹، ۶۰ آیات بھی مقام استدلال میں لانے کی قابل ہیں ارشاد جناب اقدس الہی ہے یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِیَسْتَاْذِنْکُمُ الَّذِیْنَ مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ وَالَّذِیْنَ لَمْ یَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْکُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ مِنْ قَبْلِ صَلٰوۃِ الْفَجْرِ وَحِیْنَ تَضَعُوْنَ ثِیَابَکُمْ مِنَ الظَّھِیْرَۃِ وَمِنْ بَعْدِ صَلٰوۃِ الْعِشَاءِ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّکُمْ لَیْسَ عَلَیْکُمْ وَلَا عَلَیْھِمْ جُنَاحٌ بَعْدَھُنَّ طَوّٰفُوْنَ عَلَیْکُمْ بَعْضُکُمْ عَلٰی بَعْضٍ کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمُ الْاٰیٰتِ وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ ○ وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْکُمُ الْحُلُمَ فَلْیَسْتَاْذِنُوْا کَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمْ اٰیٰتِہٖ وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ ○ وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ الّٰتِیْ لَا یَرْجُوْنَ نِکَاحًا فَلَیْسَ عَلَیْھِنَّ جُنَاحٌ اَنْ یَّضَعْنَ ثِیَابَھُنَّ غَیْرَ مُتَبَرِّجٰتٍ بِزِیْنَۃٍ وَاَنْ یَّسْتَعْفِفْنَ خَیْرٌ لَّھُنَّ وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ○

یعنی اے ایمان دارو! تمہارے لونڈی غلام اور وہ لڑکے جو ابھی تک حد بلوغ کو نہیں پہنچے ہیں انکو چاہئے کہ (دن رات میں) تین مرتبہ (تمہارے پاس آنے کی) تم سے اجازت لے لیا کریں (تب آئیں ایک) نماز صبح سے پہلے اور (دوسرے) جب تم (گرمی سے) دوپہر کو (سونے کیلئے معمولاً) کپڑے اتار دیا کرتے ہو اور (تیسرے) نماز عشاء کے بعد (یہ) تین (وقت) تمہارے پردے کے ہیں ان اوقات کے علاوہ (بے اذن آنے میں) نہ تم پر کوئی الزام ہے نہ انپر (کیونکہ) ان اوقات کے علاوہ میں (بضرورت یا بے ضرورت) لوگ ایک دوسرے کے پاس چکر لگایا کرتے ہیں یوں خدا (اپنے) احکام تم سے صاف صاف بیان کرتا ہے

اور خدا تو بڑا واقفکار حکیم ہے اور (اے ایماندارو) جب تمہارے لڑکے حد بلوغ کو پہنچیں تو جسطرح ان کے قبل (بڑی عمر) والے (گھر میں آنے کی) اجازت لے لیا کرتے تھے اسی طرح یہ لوگ بھی اجازت لے لیا کریں یوں خدا اپنے احکام صاف صاف بیان کرتا ہے اور خدا تو بڑا واقف کار حکیم ہے اور بڑی بوڑھی عورتیں (جو بڑھاپے کی وجہ سے) نکاح کی خواہش نہیں رکھتیں وہ اگر اپنے کپڑے (دوپٹے وغیرہ) اتار (کر سر ننگا کر) ڈالیں تو انپر کچھ گناہ نہیں ہے بشرطیکہ انکو اپنا بناؤ سنگھار دکھانا منظور نہو اور (اس سے بھی) بچیں تو ان کے لیئے اور بہتر ہے اور خدا تو (سب کی سب کچھ) سنتا جانتا ہے۔

ارباب بصیرت اس امر پر غور فرمائینگے کہ خداوند عالم نے ان آیات میں غایت درجہ پردہ اور احتیاط کی تاکید فرمائی ہے یہانتک کہ پہلی آیت میں نابالغ بچوں اور غلاموںکو بھی قابل احتیاط قرار دیا ہے تاکہ دوسری آیت کی مستقل اور معقول تمہید قائم ہو جائے جسکی تفصیل یہ ہے کہ اے ایمان والو اگر غلام اور نابالغ لڑکے تمہارے گھر میں آنا چاہیں تو زائد سے زائد تین مرتبہ اور وہ بھی اجازت لیکر آسکتے ہیں ایک تو نماز صبح سے قبل اسوقت اجازت کی یوں ضرورت ہوئی کہ اسوقت انسان سونے سے اٹھکر رات کے کپڑے اتارتا ہی اور بیداری کے کپڑے پہنتا ہے دوسرے اسوقت جبکہ تم کپڑے اتار کر قیلولہ اور استراحت کا ارادہ کرتے ہو اور تیسرے نماز عشا کے بعد کہ یہ بھی کپڑے اتار کر استراحت و آرام کا وقت ہے اور ان تمام اوقات میں کپڑوں کے ردّ و بدل کیوجہ سے بے پردگی کا اندیشہ ہے لہذا یہ مقامات و اوقات تمہارے لئے قابل احتیاط و ستر ہیں۔

اسکے بعد اب بالغ لڑکوں کا حکم ارشاد ہوتا ہے کہ انہیں ہر وقت اجازت لیکر آنا چاہیئے جیسے پہلے لوگ کیا کرتے تھے اس آیت میں تاکید اور اہتمام و وجوب حجاب کا کافی سے زائد ثبوت موجود ہے جس سے سوائے اسکے اور کیا نتیجہ نکل سکتا ہے کہ بالغ لڑکوں کو بغیر اجازت گھروں میں داخل ہونا ممنوع ہے اور تاکید کیگئی ہے کہ اگر کسی کے

گھر میں جانے کی ضرورت ہو تو بے اجازت نہ جایا کرو بلکہ اجازت لے لیا کرو اسلئے کہ اگر بلا اجازت جاؤ گے تو ان کے کسی عضو پر یکا یک نظر پڑ جانے کا اندیشہ ہے اور یہ فتنہ وفساد سے خالی نہیں میرے نزدیک اسکے خلاف عملدرآمد کرنے میں عقلاً و عادۃً اغلب یہی ہے کہ نظر چہرے پر پڑے گھروں کے اندر عورتیں چہرہ ہی کھولے بیٹھی رہتی ہیں اسی کے نظر آجانے کا احتمال بھی زائد ہونا چاہئے ورنہ باقی اعضا اور زینتیں ضرورتاً کبھی کبھی ظاہر کی جایا کرتی ہیں بلکہ اکثر زینتیں اور اعضا ایسے ہیں کہ ان کے ظاہر کرنیکے لئے پردہ کا خاص اہتمام ہوتا ہے یہانتک کہ اگر کوئی بغیر اذن بھی آجائے تو فتنہ نظری کا خیال نہیں ہو سکتا مثلاً ضروریات پیشاب و پاخانہ اور غسل وغیرہ لہذا اس اذن واہتمام کا فائدہ انہیں اعضا اور زینتوں کے لئے ہوگا جنکے نظر آجانے کا خیال غالب ہے، اور یہ سطور بالا میں بیان کیا جاچکا کہ ایسے اعضا چہرہ اور ہاتھ ہی ہیں دوسرے اعضا نہیں کھولے جاتے اور اگر ضرورتاً کھولے جاتے ہیں تو اسوقت پردہ کا دوسرا اہتمام و انتظام کر لیا جاتا ہے اور یہی بالاتفاق تفاسیر **عمدۃ البیان، صافی، جمع الجوامع مجمع البیان** اور **خلاصۃ المنہج** سے ثابت ہوتا ہے۔

اسکے بعد تیسری آیت کا تعلق ایسی بڈھی ضعیف اور یائسہ عورتوں سے ہے جو نکاح کی قابل نہیں ہیں کہ وہ اپنے چادر اور دوپٹہ کو اتار سکتی ہیں اگر تکلفاً زینت کو ظاہر کرنا مقصود نہو مگر پھر بھی قرین احتیاط اور بہتر یہی ہے کہ وہ اتنا بھی نہ کریں بلکہ چادر اوڑھے رہیں اور خدا سب سنتا دیکھتا ہے۔

ان دونوں آیتوں کے بعد جو سابق میں مع اجمالی تفاسیر کے ہدیۂ ناظرین کیگئیں پارہ ۲۲ سورہ احزاب رکوع ۷ کی آیت حجاب ۵۳ بھی صاف صاف وجوب حجاب پر دلالت کرتی ہے ارشاد حضرت عز اسمہ وجل شانہ ہے یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ اِلَّآ اَنْ یُّؤْذَنَ لَکُمْ اِلٰی طَعَامٍ غَیْرَ نٰظِرِیْنَ

إِنَاهُ وَلٰكِنْ إِذَا دُعِيتُمْ فَادْخُلُوا فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوا وَلَا مُسْتَأْنِسِينَ
لِحَدِيثٍ ۚ إِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيِي مِنْكُمْ وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيِي
مِنَ الْحَقِّ ۚ وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ ۚ
ذٰلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ ۚ وَمَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُؤْذُوا رَسُولَ
اللّٰهِ وَلَا أَنْ تَنْكِحُوا أَزْوَاجَهُ مِنْ بَعْدِهِ أَبَدًا ۚ إِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ
اللّٰهِ عَظِيمًا ۝

یعنی اے ایماندارو تم پیغمبر کے گھروں میں نہ جایا کرو مگر جب تمکو کھانیکے واسطے
(اندر آنے کی) اجازت دیجائے (لیکن) اسکے پکنے کا انتظار (نبی کے گھر میں بیٹھکر)
نہ کرو مگر جب تمکو بلایا جائے تو (ٹھیک وقت پر) جاؤ پھر جب کھاچکو تو (فوراً اپنی جگہ
پر) چلے جایا کرو اور باتوں میں نہ لگ جایا کرو کیونکہ اس سے پیغمبر کو اذیت ہوتی ہے
تو وہ تمہارا لحاظ کرتے ہیں اور خدا تو ٹھیک (ٹھیک کہنے) سے جھینپتا نہیں اور
جب پیغمبر کی بیبیوں سے کچھ مانگنا ہو تو پردے کے باہر سے مانگا کرو یہی تمہارے
اور ان کے دلوں کے واسطے بہت صفائی کی بات ہے اور تمہارے واسطے یہ جائز
نہیں کہ رسول خدا کو (کسیطرح) اذیت دو اور نہ یہ جائز ہے کہ تم اُسکے بعد کبھی پیغمبر کی
بیبیوں سے نکاح کرو بیشک یہ خدا کے نزدیک بڑا گناہ ہے۔

ممکن ہے کہ اس آیہ مبارکہ میں نبی اور نساء نبی کا ذکر آجانے سے کوئی یہ شبہ کرے
کہ یہ آیت مع اپنے تمام احکام کے خاص نبی اور ازواج نبی کی شان میں ہے لہذا
اور مطالب کی طرف متوجہ کرنیسے قبل مناسب ہے کہ اس شبہ کا ازالہ کیا جائے
جسکی تفصیل یہ ہے کہ احکام کو صرف ذات رسالت سے متعلق کرنے اور عام امت
کو علیحدہ کرنیکے لئے محض آیت کے الفاظ کافی نہیں ہوسکتے اسلئے کہ قرآن میں اکثر
ایسا ہوا ہے بلکہ جو احکام رسالت سے مخصوص ہیں ان کا پتہ احادیث میں موجود ہے

یعنی قران ایک متن ہے جسکی شرح کے لئے الت کو حقیقی شارحین کے اقوال کیطرف رجوع ضروری ہے اور یہ مسئلہ اپنے مقام پر مسلم وثابت ہے چنانچہ تمام خصوصیات نبی کتب دینیہ میں محصور ومحدود ہیں لیکن یہ حکم کہیں خصوصیات میں نہیں پایا جاتا کہ صرف نسار نبی سے ہے اگر کوئی سوال کرے تو پردہ کا درمیان میں ہونا ضروری ہے خصوصیات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ازواج نبی امت نبی پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حرام ہیں جیسا کہ اسی آیت کا آخری جملہ وَلَا اَنْ تَنْکِحُوا الخ اسکا شاہد ہے اور یہ خصوصیت تمام کتب میں منجملہ خصوصیات مذکور ہے اگر ماقبل کے احکام بھی ایسے ہی ہوتے تو ضرور دامن خصوصیات میں موجود ہوتے۔

نیز اس مطلب کی عمومیت پر آیہ لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ الآیہ کی شان نزول دلالت کرتی ہے جیسے صاحب جمع الجوامع نے بیان کیا ہے کہ جب آیہ حجاب یعنی یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ الآیہ نازل ہوئی تو کچھ لوگ دربار رسالت میں آئے اور عرض کیا کہ یا حضرت کیا ہم اپنی اولاد سے بھی پردہ ڈالکر باتیں کیا کریں تو یہ آیت نازل ہوئی لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِیْ اٰبَآئِهِنَّ الآیہ (عنقریب پوری آیت مع ترجمہ وتفسیر ذکر کیجائیگی) اگر آیہ حجاب مخصوص نبی یا نسار نبی کی شان میں ہوتی اور عوام امت اسکے حکم میں داخل نہوتے تو آنحضرت وحی کا انتظار کرتے اور آیہ مبارکہ جواب بنکر نہ آتی بلکہ براہ راست انکو یہ جواب دیدیا جاتا کہ تمہارا سوال ہی غلط ہے اس آیت سے تمہارا کوئی تعلق نہیں اسکا حکم صرف نسار نبی کے لئے مخصوص ہے تم ہر قسم کی عورتوں سے بے باکانہ اور بے حجابانہ گفتگو کرسکتے ہو مگر بارگاہ نبوت والوہیت سے جواب کا ملجانا بتاتا ہے کہ سوال صحیح ہے یعنی وہ سب لوگ بھی اسی حکم میں داخل تھے اور اپنے اس اشکال کو حل کرانا چاہتے تھے جسپر انہیں جواب ملا کہ اور تو سب عورتوں کی بابت تمہارے لئے وہی حکم ہے جو

آیہ حجاب میں بیان ہوا لیکن لَا جُنَاحَ عَلَیْھِنَّ الآیہ لہذا آیہ مبارکہ حجاب میں جتنے احکام ہیں سب کو عام سمجھنا چاہئے نہ کو ازواج نبی کے لیے مخصوص،

اس تمہید کے بعد آیت کے غیر متعلقہ حصوں کو چھوڑ کر میں ان فقرات کیطرف ناظرین کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں جو اصل موضوع میں داخل ہیں اس آیت کے اندر جناب احدیت کی طرف سے ایسے الفاظ میں پردہ کا حکم آیا ہے کہ جنہیں کسی تادیل اور حیلہ وگریز کی گنجایش ممکن ہی نہیں ارشاد ہوتا ہے کہ تم لوگ جب عورتوں سے کچھ مانگا کرو تو پردہ آڑ میں ہو کر اس سے تمہارے اور ان عورتوں کے دل بالکل ہی پاک و طاہر رہینگے اور بغیر حجاب بات کرنے میں فتنہ وفساد اور تلذذ وریبہ ہے لہذا ایسے فعل قبیح کی شرعًا اجازت نہیں ہوسکتی اہل عقول پر یہ امر بھی روشن ہے کہ زبان قدرت نے پردہ ڈالکر بات کرنے کی سوال کے وقت اجازت بھی دی ہے جسکا مفہوم یہ ہوتا ہے کہ اگر کوئی ضرورت درپیش ہو اور کوئی ایسی چیز مانگنی ہو کہ جسکی ضرورت ہو اور وہ کام آئے تو تم عورتوں سے بات کر لیا کرو مگر پردہ ڈالکر جب ضرورت وسوال کے وقت خداوند عالم نے وراء حجاب سے بات کرنے کا موقع دیا ہے تو سمجھ میں نہیں آتا کہ بلا ضرورت غیر محارم کے سامنے آنا جانا اور دست وروبرہنہ بازاروں میں پھرنا کس دلیل سے جائز ہے پھر ساتھ ساتھ ارشاد ہوا کہ اس سے تمہارے قلوب پاک رہنگے جس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ پردے کی پابندی نہیں کرتے اور بلا تکلف غیر محارم سے گفتگو کر لیتے ہیں یا بے پردگی کو مشتہر ورائج کرتے ہیں ان کے دلوں میں اس آیت کی کچھ بھی قدر نہیں اور وہ بہ نسبت پردہ داری کے بے پردگی کی لذت سے خوب آشنا ہیں نیز اس زمرہ مومنین میں داخل ہی نہیں کہ جسے خداوند عالم نے بار بار یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کہکر یاد فرمایا ہے بالفاظ دیگر یوں کہیے کہ نہایت گندہ دل، تاریک مزاج اور پلید نفس ہیں،

اب ہم پارہ ۲۲ سورۂ احزاب رکوع ۴ کی ایک آیت مقام استدلال میں بیان کرتے ہیں جسکی طرف ابھی ابھی اشارہ ہو چکا ہے مخالفین حجاب آنکھیں کھولکر دیکھیں اور کوئی بچنے کی صورت ہو تو نکالیں ارشاد باری ہے لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِي آبَائِهِنَّ وَلَا أَبْنَائِهِنَّ وَلَا إِخْوَانِهِنَّ وَلَا أَبْنَاءِ إِخْوَانِهِنَّ وَلَا أَبْنَاءِ أَخَوَاتِهِنَّ وَلَا نِسَائِهِنَّ وَلَا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ وَاتَّقِينَ اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدًا یعنی عورتوں پر اپنے آبار کے سامنے ہونے اور اپنے چہروں کے بے پردہ کر دینے میں کوئی گناہ نہیں اور نہ اپنے بیٹوں کے اور نہ اپنے بھائیوں کے اور نہ اپنے بھتیجوں کے اور نہ اپنے بھانجوں کے اور نہ اپنی عورتوں کے اور نہ اپنی کنیزوں کے سامنے منہ کھولدینے میں کوئی گناہ ہے اے عورتو! خدا سے ڈرو اللہ بیشک ہر چیز پر مطلع و آگاہ ہے۔

یہ آیت مقدسہ بھی اس مبحث پر دلالت صریحہ کرتی ہے کہ سوائے ان لوگوں کے جن کا ذکر آیت میں ہے ہر شخص کے سامنے منہ کھولنے اور بے پردہ ہو جانے میں گناہ عظیم ہے اور ایسا کرنیوالا فعل حرام کا مرتکب ہے جیسا کہ تفاسیر میں موجود ہے جمع الجوامع میں ہے کہ جب آیہ حجاب نازل ہوئی تو بہت سے لوگ حضرت رسالت مآب کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ یا حضرت کیا ہم اپنی اولاد سے بھی پردہ کے اندر سے بولا کریں تو یہ آیت نازل ہوئی جسکا یہ مطلب ہے کہ عورتیں ان لوگوں کے سامنے بے پردہ ہو سکتی ہیں (کَمَا مَرَّ اٰنِفًا) اور عم و خال کا ذکر اسوجہ سے نہیں کیا کہ وہ آبار کے تحت میں آگئے چنانچہ قرآن میں بھی "عم کو" اب" ارشاد فرمایا گیا ہے وَإِلٰهَ اٰبَائِكَ اِبْرٰهِيْمَ الآیہ اس شبہ میں یہ تاویل بھی کیگئی ہے کہ عم و خال سے ترک حجاب مکروہ ہے اسلیئے کہ وہ عورتوں کو دیکھکر اپنے بیٹوں سے ان کے اوصاف بیان کیا کرتے ہیں اور وہ نامحرم ہیں (اور جو لوگ آیت میں مذکور ہیں انسے ترک حجاب جائز و مباح ہے لہٰذا اس بنا پر جائز

و مکروہ کو قدرت نے مخلوط نہیں بیان فرمایا)
آیات تو اور بھی اثبات وجوب حجاب کے متعلق قرآن میں متعدد ملتی ہیں مگر بنظر اختصار
اس مقام پر صرف ایک آیہ جلباب اور واضح طور پر عرض کی جاتی ہے۔ پارہ ۲۲
سورہ احزاب رکوع ۵ میں ارشاد حضرت جلشانہ ہے یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ
وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ذٰلِكَ
اَدْنٰى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ط یعنی اے
نبی اپنی بیبیوں اور بیٹیوں اور مومنین کی عورتوں سے کہدو کہ (جب وہ کسی
ضرورت سے گھر سے باہر جائیں تو) اپنی چادریں اپنے اوپر نزدیک کرلیں یہ طریقہ
اس بات سے قریب تر ہے کہ وہ پہچانی جائیں (کہ وہ شریف صاحب عفت، نیکو
کار اور حیادار ہیں) پس وہ ستائی نہ جائیں اور خداوند عالم غفور رحیم ہے صاحبان
عمدۃ البیان اور **خلاصۃ المنہج** يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ
کا ترجمہ بالاتفاق اسطرح کرتے ہیں کہ عورتیں گھر سے باہر جانے کے وقت نزدیک
کرلیا کریں اور چھوڑ دیا کریں اپنے چہروں اور اپنے بدنوں پر اپنی چادریں یعنی
اپنے چہروں اور بدنوں کو چھپالیا کریں **تفسیر صافی** میں معنی آیت اسطرح
بیان کیے گئے ہیں کہ جب وہ کسی ضرورت سے باہر جایا کریں تو اپنے چہروں
اور جسموں کو اپنی چادروں سے چھپالیا کریں اور آیت میں لفظ من تبعیضیہ
ہے اسلئے کہ کچھ حصہ اسکا عورت کا نیچے لٹکاتی ہے اور کچھ سے سر لپیٹ لیتی
ہے یدنین کے معنی **مجمع البحرین** میں اسطرح بیان فرمائے گئے ہیں یرخینها
علیھن ویغطین به وجوھن واعطافھن واکتافھن یعنی
عورتوں کو چاہیے کہ چادریں جسموں پر ڈالکر چہروں بازووں، اپنی اطراف
اور شانوں کو چھپالیا کریں۔ **جمع الجوامع** میں اس آیہ وافی ہدایہ کی تفسیر

اسطرح کی گئی ہے کہ جلباب ایک وسیع کپڑا ہے جو اوڑھنی سے بڑا ہوتا ہے اور
چادر سے چھوٹا جسکو عورت اپنے سر سے لپیٹتی ہے اور اسکو سینہ کی جانب چھوڑ دیتی ہے
تو بحفاظت رہتی ہے ابن عباس سے مروی ہے کہ ایک رداکو کہتے ہیں جو نیچے
سے اوپر تک چھپا لیتی ہے وقیل الجلباب الملحفة وکل ما تیسر به من
کساء وغیرہ یعنی یہ بھی کہا گیا ہے کہ جلباب وہ کپڑا ہے جو لپیٹ لیا جائے اور
ہر وہ چیز جس سے ستر ہو سکے از قسم کساء غیرہ ومعنی ید نین علیھن من جلابیبھن
یرخینھا علیھن ویغطین بھا وجوھھن واعطافھن یعنی ید نین
علیھن من جلابیبھن کے یہ معنی ہیں کہ عورتیں اپنے جسموں پر چادریں ڈالکر چہرے
اور پہلو چھپا لیا کریں اور عرب کا محاورہ ہے کہ جب عورت کے چہرے سے چادر ہٹ
جاتی ہے تو کہتے ہیں ادنی ثوبك علی وجھك یعنی اپنی چادر کو اپنے چہرے پر ڈال
لے اس آیہ مبارکہ کی شان نزول یہ ہے کہ عورتیں ابتدائے اسلام میں بھی زمانہ
جاہلیت کی طرح درع وخمار اوڑھکر اسطرح نکلتی تھیں کہ لونڈی اور آزاد عورت میں
فرق نہ معلوم ہوتا تھا اور زناکار و بدمعاش لوگ کبھی کبھی لونڈیوں سے تجاوز کرکے
شریف و آزاد عورتوں سے بھی چھیڑ چھاڑ اور بیہودہ مذاق کرنے لگتے تھے تب شریف
و آزاد عورتوں کو حکم دیا گیا کہ اپنے اور لونڈیوں کے لباس میں فرق کرلیں تاکہ کوئی
طامع انکی طمع نہ کرسکے اسی طرف قول باری تعالیٰ کا اشارہ ہے ذٰلِكَ اَدْنٰى اَنْ
یُّعْرَفْنَ فَلَا یُؤْذَیْنَ انتہیٰ اس زمانہ کی کنیزوں اور آزاد عورتوں کا یہ طریقہ تھا کہ شریف
زادیاں سر اور پیشانی ڈھانکتی تھیں اور چہرہ کھلا رہتا تھا اور کنیزیں نہ سر چھپاتی تھیں
نہ پیشانی و چہرہ اس آیت کے آجانے سے یہ تغیر ہوا کہ شریف زادیاں اپنے چہرے بھی
چھپانے لگیں اسلئے کہ حکم خدا یہی تھا مسلمانو! اب تو رگ حمیت جوش میں آئی'
اب تو جذبہ غیرت وحیا میں ہیجان پیدا ہوا اور اب تو سمجھے کہ آزاد قوم کا شعار کیا ہوتا

چاہیئے اور غلام و پابند طبقہ کا کیا؟ شریف و باعزت لوگوں کو کس طرز عمل کا مالک
ہونا چاہیئے اور غیروں کو کس رویہ کا؟ کہیں ایسا نہ ہو کہ مسلمان دعوی کر رہے ہوں
آزاد قوموں کی اطاعت کا اور حاصل ہو وہ غلاموں کی غلامی"

یہانتک پانچ قرانی آیات پیش کرکے پورے طور پر یہ ثابت کر دیا گیا کہ وجہ کفین
کا نامحرم سے چھپانا واجب ہے" دست و رو برہنہ گھر سے باہر نکلنا خلاف قران ہے
اور کلام اللہ ببانگ دہل کہہ رہا ہے کہ مومنہ عورتوں کا منہ کھولے ہوئے غیر مردوں کے
سامنے جانا ان کی توہین و عزت ریزی کے ساتھ ساتھ خداوند عالم سے مکابرہ
نیز اسکی آیات کو نہایت بے وقعتی کے ساتھ پس پشت ڈالدینا ہے، ہر آیت جداگانہ
الفاظ میں اس امر پر روشنی ڈالتی ہے کہ نامحرم کی طرف دیکھنا، اپنی زینت کا
اسکے سامنے ظاہر کرنا، مردوں کا گھروں میں بے اجازت چلے جانا، بغیر درمیان
میں پردہ ڈالے کھلم کھلا عورتوں مردوں کا ہمکلام ہونا، سوائے مخصوص اقربا کے غیروں
کے سامنے دست و رو برہنہ جانا اور گھونگٹ نہ نکالنا، حکم خدا کے خلاف، مصلحت
وقت کے لحاظ سے مضر اور ذاتی شرم و حیا کی جہت سے عزت ریز و مفسدہ خیز ہے
ان آیات کے علاوہ اور متعدد آیات قران میں ایسی ملتی ہیں جو عورتوں کی خانہ نشینی
نامحرم کی نظر سے احتراز اور پردہ داری کی توصیف و مدح پر مشتمل ہیں پارہ ۲۷ رکوع
۱۳ سورہ رحمان میں ارشاد حضرت عز اسمہ ہے (۱) فِيهِنَّ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ لَمْ
يَطْمِثْهُنَّ إِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ یعنی انمیں (پاکدامن) غیر کیطرف نہ دیکھنے
والی عورتیں ہونگی جنکو ان سے پہلے نہ کسی انسان نے ہاتھ لگایا ہوگا نہ جن نے (۲)
فِيهِنَّ خَيْرَاتٌ حِسَانٌ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۚ حُورٌ مَقْصُورَاتٌ
فِي الْخِيَامِ ۚ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۚ یعنی ان باغوں میں خوش خلق و خوبصورت
عورتیں ہونگی اے گروہ جن و انس تم خدا کی کس نعمت کی تکذیب کرتے ہو وہ حوریں ہیں

جو خیموں میں چھپی بیٹھی ہیں پس تم خدا کی کونسی نعمت سے انکار کرتے ہو گویہ دونوں آیتیں باقاعدہ مقام استدلال میں کارآمد نہ سہی لیکن درحقیقت پردہ دار و عفت شعار عورتیں ایسی صفت پر جتنا بھی فخر کریں کم ہے جسکی وجہ سے زبان قدرت نے حوروں کی بھی مدح سرائی فرمائی ہے درحالیکہ اگر حوریں قاصرات الطرف اور مقصورات فی الخیام ہیں تو کوئی زیادہ قابل تعجب ولایق تحسین امر نہیں اسلیئے کہ اس صنف میں شہوات وخواہشات کا نام نہیں جس سے وہ نظر اٹھانے اور اپنے مقام سے نکلنے کیطرف محتاج ہوں لیکن پھر بھی پردہ داری وعفت شعاری کوئی ایسی ممدوح ومستحسن صفت ہے کہ خلاق عالم نے بھی ان کے متعلق بیان فرمائی، جب اس صنف کی صفت پردہ داری معرض بیان میں آگر رہی کہ جو خواہشات نفسانی سے منزہ ہے اور جسے گناہوں سے بچنے میں کوئی دقت ہی نہیں تو ان عورتوں کی مدح وثنا کن الفاظ میں کرنا چاہیئے جو باوجود تمام قوتوں اور شہوتوں کے کافی طریقہ سے اہتمام حجاب میں مصروف رہتی ہیں جسکی وجہ سے مدارج عالیہ ومراتب اخرویہ کی مالک ومستحق قرار پاتی ہیں۔

اگر ناحق پرستی ونفس پروری کے پردے کو ہٹا کر حق وتحقیق کی عینک لگائیں گے اور منصفانہ غور کرینگے تو اہل اسلام کو حسن حجاب واستحسان پردہ داری پر آیات ودلائل کثیرہ ملینگی، اسمیں کوئی شبہ وشک نہیں کہ ازواج نبی کے لئے قرآن میں امہات مومنین کہا گیا ہے آیہ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ وَاَزْوَاجُہٗ اُمَّھَاتُھُمْ (نبی مومنین کے ان کے نفسوں سے زائد مالک ومختار ہیں اور انکی بیبیاں مومنین کی مائیں ہیں) اسکی شاہد ہے اسی رشتہ پر یہ حکم بھی متفرع ہے کہ مومنین بعد نبی ازواج نبی سے کبھی مناکحت نہیں کر سکتے چنانچہ آیہ حجاب میں ارشاد باری ہے وَلَا اَنْ تَنْکِحُوْا اَزْوَاجَہٗ اَبَدًا (اے ایمان والو! تم ازواج نبی سے کبھی نکاح نہیں کرسکتے) اس تمہید کے مطابق قرین عقل یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر فلسفہ ومعنویت

حجاب میں کچھ اہمیت وعظمت نہوتی اور حکم حجاب امتحان عظیم پر مشتمل نہوتا تو سب سے
اول نساء نبی اس سے مستثنیٰ کر دی جاتیں لیکن اسکے برخلاف قدرت کی جانب سے ان کے
لیئے احکام حجاب خاص امتیازی شان کے ساتھ دامن قران میں نظر آتے ہیں اور آیات
حجاب میں انسے مخصوص خطابات پائے جاتے ہیں منجملہ ان کے پارہ ۲۲ سورہ احزاب
رکوع ا میں ہے وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ الایہ یعنی اے نبی کی بیبیو! تم اپنے گھروں میں
قیام پذیر رہا کرو معلوم ہوا کہ مسئلہ حجاب اسدرجہ قابل عظیم ولایق اہتمام ہے کہ
باوجود اسباب تخفیف حجاب کے حجاب کی وہی تاکید اہمیت باقی رہی جو اسباب تاکید
کے ہوتے ہوئے ہونی چاہیئے تھی پھر اب امت جواب دے کہ اپنے لیئے حکم حجاب میں کیا
کہتی ہے جبکہ تمام عورات امت نہ تمام مردان امت کی مائیں ہیں اور نہ انسے مردان
امت کے لیئے مناکحت ناجائز ہے۔

دشمنان قران و شریعت نے غور نہیں کیا، کہ حکیم مطلق جناب اقدس الہی اور
صاحبان شریعت الٰہیہ کو پردہ کی اسقدر عظمت وجلالت قائم کرنا ہے اور اسدرجہ
حکم حجاب نسوان کی پابندی مطلوب ہے کہ اسکی بدولت مسائل شرعیہ کی صورتیں
بدل دی گئیں، عبادات میں فرق کر دیا گیا اور اسی پردے کی خاطر احکام قدرت مردوں
کے لیئے کچھ اور نظر آتے ہیں اور عورتوں کے لیئے کچھ اور، ظاہر ہے کہ تفصیل کے لیئے
یہ محل کسیطرح مناسب نہیں چند مسائل عرض کرتا ہوں جو حجاب نسوان کے جلیل الشان
و بلند مکان حکم پر مبنی ہیں یہ مسئلہ متفق علیہ ہے کہ اذان کو بلند آواز سے کہنا سنت ہے
لیکن عورتوں پر سے یہ استحباب ساقط یعنی انہیں اذان آہستہ کہنی چاہیئے اور کتب
فقیہہ میں اسکی مصلحت یہ قرار دی گئی ہے کہ نامحرم عورت کی آواز نہ سنے یہ مسئلہ یقینا
اس حکم کی تائید و تصدیق کرتا ہے کہ عورت نامحرم کو اپنی آواز نہ سنائے مکان نماز
کی بابت حکم شرع ہے کہ مرد کو بہ نسبت گھر کے مسجد میں نماز پڑھنا افضل ہے لیکن عورت کے

معاملہ میں یہاں بھی یہ حکم ہے کہ مسجد سے گھر افضل ہے بلاشبہ یہ حکم اس حکم کا زوردار مویّد ہے کہ
عورتوں کو گھروں سے باہر نکلنا ممنوع ہے" پھر یہ کہ مقامات خانہ بھی عورت کے لئے نماز کے
باب میں مختلف مراتب رکھتے ہیں بالاخانہ کی بہ نسبت نیچے کے مکان میں، صحن خانہ کی بہ نسبت
دالان میں اور دالان کی بہ نسبت اس سے پچھلے حصہ میں نماز افضل ہے یہ تمام
مسائل بھی جلالت پردہ پر کافی روشنی ڈالتے ہیں، معلوم ہوا کہ قرآن و تفسیر قرآن پڑھنے کی احادیث میں
کتنی تاکیدات اور کتنا اجر مذکور ہے مگر صنف نازک کی نزاکت و لطافت اور پاکدامنی و عفت کا فلسفہ
یہاں بھی حضرات معصومین نے نظر انداز نہیں فرمایا بلکہ صاف حکم دیدیا کہ عورتوں کو
تفسیر سورہ یوسف نہ پڑھاؤ، اللہ اللہ کیا احکام جناب اقدس الٰہی اور فرامین حضرات
والیان شریعت سے بڑھکر کوئی چیز ایسی ہو سکتی ہے جسکی بنا پر مردوں اور عورتوں کو
ایک صف میں کھڑا کر دیا جائے ہرگز نہیں اگر نامحرموں سے روابط اور ان کے ساتھ
یا ان کے مجمع میں آمد و رفت وغیرہ وغیرہ ایسے امور ہوتے جنکی زائد اعتنا نہ کیجا سکتی
تو سب سے پہلے ان احکام میں مرد اور عورتیں متفق و متحد کر دئے جاتے جنمیں سے چند اوپر
ذکر کئے گئے مگر ایسا نہیں ہوا درحالیکہ یہ احکام قدرت و شریعت غرا کے احکام تھے
اور اب یہ حالت ہے کہ مسلمان معمولی ذاتی ضروریات اور ادنیٰ بلکہ بے حقیقت فرضی مصالح
کی بنا پر پردہ داری میں خلل انداز ہونے کے لئے تیار ہیں بیشک قدرت سے جنگ
اور اپنے حکم کے مقابل حکم خدا و رسول کو ذلیل و حقیر سمجھنا اسی کا نام ہے۔

ہمیں اپنے مقصد و مسلک پر نازش و افتخار کے لئے یہ امر بھی کافی ہے کہ حکم
حجاب کوئی ایسا حکم نہیں ہے جسکی موجد شریعت محمدی ہی ہو بلکہ یہ وہ پسندیدہ و
برگزیدہ اور مستحکم و قدیم قانون ہے جس پر شرفاء سابقین و سادات سابقین کاربند رہے
امم ماضیہ عمل پیرا رہیں، سابقہ شریعتیں اسکو ہاتھ میں لئے رہیں اور انبیاء سلف
خاص طور پر اسکی پابندی و پاسداری کرتے رہے اسمیں فرق آتا دیکھکر انکی آنکھوں سے

آنسو نکل پڑے، اسمیں خلل کے خیال سے ان کے رونگٹے کھڑے ہو گئے، اسکو ٹوٹتا دیکھکر ان کے جسم کانپنے لگے اور یہ وہ مقام ہے جہاں سے ثابت ہوتا ہے کہ شریعت غرائے محمدیہ تمام شریعتوں کا منتخب و چنیدہ مجموعہ ہے بغرض اختصار نص "دو" واقعے درج کتاب ہیں،

خلیل خدا حضرت ابراہیم علیٰ نبینا و علیہ السلام کو جب نمرود نے شہر بدر کیا تو آپ اپنی زوجہ سارا کو ایک صندوق میں مقفل کر کے مع سامان و اسباب بیت المقدس کی جانب لیچلے، ایک شہر میں داخل ہوئے تو ملازمین حاکم نے آپ سے حال پوچھا اور حسب معمول محصول طلب کیا حضرت نے انکی منشا کی موافق محصول ادا کیا انہوں نے اصرار کیا کہ ہم صندوق کو کھولکر دیکھینگے آپ نے ہرچند منع کیا مگر وہ باز نہ آئے آخرش بجبر صندوق کھولا تو دیکھا کہ اسمیں ایک زن حسینہ و جمیلہ ہے پوچھا یہ کون ہے فرمایا کہ یہ میری زوجہ ہے کرنے کو تو ناموس کا ذکر کر دیا مگر حمیت کی وجہ سے جسم میں رعشہ پڑ گیا غیرت سے کانپنے لگے لوگوں نے اس تغیر کا سبب پوچھا فرمایا کہ مجھے یہ منظور تھا کہ کسی نامحرم کی میرے ناموس پر نظر نہ پڑے وہ لوگ آپکو اپنے بادشاہ کے پاس لیگئے بادشاہ نے بجبر صندوق کھولکر ہاتھ بڑھایا ادھر اُسنے ہاتھ بڑھایا اُدھر حضرت ابراہیم نے لرزہ براندام سوئے آسمان سر بلند کیا گویا مطلب یہ تھا کہ خداوندا اب یہ نوبت پہنچی ہے کہ تیرے ناموس کی طرف نامحرم ہاتھ بڑھاتا ہے یکایک اُس مردود کا ہاتھ خشک ہو گیا۔

علیٰ ہذا جب حضرت ایوب علیٰ نبینا و علیہ السلام امتحان میں مبتلا تھے تو زوجہ ایوب لوگوں کے گھروں سے آپ کے واسطے کھانا لایا کرتی تھیں آپ کے گیسو بہت خوبصورت تھے لوگوں نے کہا کہ تم اپنے گیسو ہمیں دیدوگی تو ہم تمہیں کھانا دینگے آپ نے اپنے گیسو انکو دیدیئے اور ان کی عوض میں کھانا لائیں جسوقت حضرت ایوب نے

انکو گیسو بریدہ دیکھا تو نہایت غضبناک ہوے زوجہ نے سارا واقعہ کہہ سنایا تاریخ
داں حضرات جانتے ہیں کہ حضرت ایوب کے تمام گوسفند ضائع ہو گئے تھے،
سب اونٹ مرگئے تھے، باغات جل گئے تھے، تمام لڑکے سقف خانہ کے نیچے دبکر
ہلاک ہو گئے تھے یہ سب کچھ ہوا لیکن لب ایوب شکوہ وشکایت سے ناآشنا ہی رہے
بلکہ یہ تمام وحشت اثر خبریں سنکر آپ نے درگاہ باری میں عرض کیا تھا کہ خداوندا
کچھ غم نہیں اگر تجھکو رکھتا ہوں تو سب چیزیں رکھتا ہوں آپ مرض میں مبتلا تھے
مگر شکر کیا کرتے اور یہ فرمایا کرتے تھے کہ سب دولت ونعمت خدا ہی کسطرف سے ہے اُسے
اختیار ہے چاہے تو نعمت دے اور چاہے تو بلا وحمنت میں مبتلا کردے لیکن جب ناموس
کے ساتھ یہ ادبی کی گئی تو ایوب جیسا صابر کانپ اٹھا اور رنجیدہ وملول ہوکر درگاہ
ربوبیت میں عرض کی اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ خداوندا یہ ناموس
کا مقدمہ ہے مجھے اس سے بڑی تکلیف پہنچی ہے تو ارحم الراحمین ہے مجھپر رحم کر، افسوس آپ
دنیا والوں کے دل کیسے پتھر اور بے غیرت ہو گئے ہیں کہ اپنے ہاتھوں عزت و ناموس کو برباد
و تباہ کرنا چاہتے ہیں نہ ارشادات جناب عزاسمہ کا پاس نہ عمل انبیا کا خیال نہ قول و فعل
جناب رسولخدا کا اعتبار اور نہ حضرات معصومین نوابین خاتم المرسلین کے احکام و اقوال کی پروا

استدلال از اقوال معصومین علیہم الصلوٰۃ والسلام

آیات قرآنی کے علاوہ اس مسئلہ میں احادیث بھی مختلف عنوانات کے ساتھ کثیر
التعداد موجود ہیں بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہی کہ نامحرم پر نظر ڈالنا حرام ہے
اور بعض سے ثابت ہوتا ہی کہ عورتوں کو گھر سے باہر نکلنا ممنوع ہے یہاں بھی یہ دونو
پہلو ذرا تفصیل کے ساتھ اختیار کیے جاتے ہیں

نامحرم پر نظر کرنا حرام ہے

ان احادیث کو چھوڑ کر جو سابق میں آیات کے ساتھ مربوط ہو گئی ہیں چند احادیث اور لکھی جاتی ہیں جن سے مسئلہ تحریم نظر صاف ہو جائیگا جناب رسالتمآبؐ سے ایک حدیث منقول ہے کہ تم مجھ سے چھ چیزوں کا وعدہ کرو مین بہشت کا ضامن بنتا ہوں اول سچ بولو دوسرے ایفائے وعدہ کرو تیسرے امانت کو ادا کرو چوتھے اپنے ستروں کو حرام سے نگاہ رکھو پانچویں اپنے آپ کو نامحرم کی طرف دیکھنے سے بچاؤ چھٹے اپنے ہاتھ کو لقمہ حرام سے محفوظ رکھو۔ امیر المومنین علی ابن ابیطالبؑ فرماتے ہیں کہ عورت کی زینت کیطرف نظر کرنا شیطان کے زہر آلود تیروں میں سے ایک تیر ہے جو اسے فی سبیل اللہ ترک کرے تو خدا اسے ایمان کی جزا دے گا جسکا وہ لطف اٹھائیگا۔ جناب رسالتمآبؐ فرماتے ہیں کہ نامحرم کو دیکھنا آنکھ کا زنا ہے یہ بھی آپ کا ارشاد ہے کہ جو شخص نظر بھر کر نامحرم عورت کی طرف دیکھے گا خداوند عالم قیامت کے دن اسکی آنکھوں میں میخیں ٹھونکیگا اور ان میں آگ بھر دیگا پھر اُسکو دوزخ میں ڈالنے کا حکم کرے گا۔ یہ روایت بھی آپکی طرف منسوب ہے کہ جو شخص اپنے ہمسایہ کے گھر میں جھانکے اور عورت کی زینت یا بال یا بدن کو دیکھ لے تو خدا اسے ان منافقین کے ساتھ داخل جہنم فرمائیگا جو مسلمان عورتوں کے عیبوں کے متلاشی رہتے ہیں۔ مروی ہے کہ ابو بصیر نے الکمرتبہ صادق آل محمد علیہ السلام سے پوچھا کہ یا حضرت اگر کوئی عورت کسی مرد کے پاس ہو کر گزرے اور یہ شخص اسے پیچھے سے دیکھے تو یہ امر کیسا ہے فرمایا کہ آیا تم بھی اس امر کو اچھا جانتے ہو کہ تمہارے اہل کیطرف دیکھا جائے عرض کیا کہ نہیں فرمایا پھر دوسرے لوگوں کے لئے بھی وہی چیز پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو۔ آپ ہی کا یہ بھی ارشاد ہے کہ جو لوگ عورتوں کو پیچھے سے دیکھا کرتے ہیں وہ اس بات سے بیخطر نہوں کہ ان کے اہل کو بھی اسیطرح دیکھا جائیگا۔ معصوم فرماتے ہیں

کہ عورت پر پہلی نگاہ پڑ جانے میں تو کوئی گناہ نہیں ہے دوسری نگاہ مضر ہے اور تیسری نگاہ سبب ہلاکت ہے، انہیں مضامین کے موافق زن خثعمیہ کی روایت آیہ حجاب کی تفسیر میں مذکور ہو چکی کتب احادیث کے اندر اسی کی تائید میں ابن مکتوم کی روایت بھی مختلف پہلوؤں سے بیان کیگئی ہے کہیں یہ واقعہ ام سلمہؓ کا بیان کیا جاتا ہے کہیں عائشہؓ و حفصہؓ کا اور کہیں سیدۂ عالمؑ ثانی مریم کیطرف منسوب ہے لیکن مقصد سب کا بالکل ایک ہے چنانچہ سیدۂ عالمؑ کے متعلق مشہور ہے کہ ایکروز آنحضرتؐ خانہ سیدہؑ میں تشریف فرما تھے کہ ابن مکتوم صحابی آئے اُن کے آتے ہی جناب سیدہؑ پردے کے اندر چلی گئیں آنحضرتؐ نے ابن مکتوم کے چلے جانے کے بعد فرمایا کہ ای بیٹی وہ تو نابینا ہیں عرض کیا کہ بابا جان میں تو نابینا نہیں اگر وہ نہ دیکھتے تو میری نظر اُنپر پڑ جاتی اور ارادۂ قدس الٰہی قرآن پاک میں فرماتا ہے قُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ الآیہ جناب سیدہؑ ارشاد فرماتی ہیں لا ترى رجلا ولا يراها رجل یعنی نہ عورت مرد کو دیکھے اور نہ مرد عورت کو نہج البلاغہ میں امیرالمومنین کی ایک وصیت مرقوم ہے آپ نے امام حسن علیہ السلام سے فرمایا کہ ای فرزند اگر تمہاری عورتیں تمہارے سوا کسی کو پہچانیں ہی نہیں تو ایسا ضرور کرو ان تمام احادیث سے جو نامحرم پر نظر کرنے کی حرمت میں بیان کی گئیں صاف طور پر یہ ثابت ہوتا ہے کہ عورتوں کو اظہار زینت اور دست و رو برہنہ باہر پھرنا حرام ہے اسلئے کہ اظہار زینت اور بے پردگی نظر پڑ جانے کا مقدمہ و سبب ہے یعنی یہ ناممکن کہ عورتیں بے پردہ پھریں، اظہار زینت کریں اور نامحرم کی نظر انپر نہ پڑے لہذا مقدمہ سببی ہونے کی جہت سے ان چیزوں کی حرمت بھی مستقل طور پر ثابت رہیگی اسلئے کہ حرام کا مقدمہ سببی بالاجماع حرام ہے، چنانچہ خاص اسی مسلک و مطلب پر بھی احادیث کثیرہ دلالت کرتی ہیں ملاحظہ فرمائیے۔

عورتوں کیلئے گھر سے باہر نکلنا ممنوع ہے

امیر المومنین علی مرتضیٰ نے امام حسین علیہ السلام سے فرمایا کہ عورتونکی نظر ونکو پردے میں رکھکر روکو پردے میں رکھکر سختی کرنا تمہارے لیئے بھی اچھا ہے اور انکے واسطے بھی، اسوجہ سے کہ کوئی شبہ پیدا نہو گا اور گھروں سے نکالنا ایسا ہی ہے کہ جیسے تم ان کے پاس ان مردوں کو بیجد و جنپر اعتماد و اطمینان نہیں جناب رسالتماب نے غیر مردوں کو بغیر عورتوں کے سرپرستوں کے ان کے قریب آنے سے منع فرمایا ہے علی ابن ابیطالب نے فرمایا کہ ای عراق والو! مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمہاری عورتیں راستہ میں مردوں سے شانہ لڑا کر چلتی ہیں کیا تمہیں اس سے شرم نہیں آتی آپ نے ایک خط میں امام حسن علیہ السلام کو لکھا کہ پردے میں رکھکر عورت کی نگاہ کو محفوظ رکھو اور عورت کو پردے کے ذریعہ سے روکو۔ کتاب **من لایحضرہ الفقیہ** میں امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ زمانہ حضرت نوح علیہ السلام میں عورتوں کو سال بھر میں ایک مرتبہ حیض آتا تھا یہانتک کہ سات سو عورتوں نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ مردوں کے جلسوں میں شریک ہوتی اور عیدوں کی محفلوں میں آتی تھیں اسکی سزا میں خدا یتعالیٰ نے انہیں ہر ماہ مبتلائے حیض کیا جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ فرماتے ہیں کہ اگر عورت خوشبو لگا کر اور زینت کرکے گھر سے نکلے اور اسکا شوہر اس امر سے راضی ہو تو خداوند عالم اسکے شوہر کے لیئے اسکے ہر قدم پر دوزخ میں ایک گھر بنائے گا تم عورتوں کے پروں کو کم کرو اور ان کے بازوؤں اور پروں کو دراز نکرو اسلئے کہ ان کے پروں کے دراز کرنے میں ندامت ہے جسکی جزا آتش جہنم ہے اور ان کے پروں کے کم کرنے میں رضامندی و سرور ہے اور بغیر حساب جنت میں داخل ہونا ہے اپنی عورتوں کے متعلق تم میری وصیت کا خیال رکھو تاکہ سختی عذاب سے نجات پاؤ اور جو

شخص میری وصیت کو یاد نہ رکھے گا تو اسکا خدا کے سامنے کیا برا حال ہوگا ایک
دوسرے مقام پر آپ نے اس شخص کو دیوث فرمایا ہے جو اپنی عورت کے زینت کرکے
گھر سے باہر جانے پر راضی ہو اور فرمایا کہ جو اسکو دیوث کہے گا گنہگار نہ ہوگا،
انصار میں سے ایک شخص نے سفر کا ارادہ کیا اور اپنی زوجہ کو نصیحت کی
کہ میرے واپس آنے تک گھر سے باہر قدم نہ رکھنا اسکے چلے جانے کے بعد
اسکا باپ بیمار ہوا اُسنے آنحضرت کی خدمت میں قاصد بھیجا کہ میرا باپ بیمار
ہے اور میرے شوہر کی مجھکو یہ نصیحت ہے اب میں باپ کی عیادت کو جاؤں یا نہ
جاؤں فرمایا کہ جب تک شوہر واپس نہ آئے گھر سے نہ نکل ابھی شوہر لوٹا نہ تھا
کہ اسکا باپ مر گیا اسنے رسول اللہ کے پاس پھر آدمی بھیجا کہ میں اپنے باپ کی موت
میں شرکت کروں یا نہیں آپ نے فرمایا کہ تو اپنے گھر میں بیٹھی رہ اور کہیں نہ جا
اس نے اس ارشاد پر عمل کیا جب اسکے باپ کے دفن سے فراغت ہوئی تو حضرت
نے اس سے کہلا بھیجا کہ خدا نے تیرے اور تیرے باپ دونوں کے گناہ بخشدیے
اسلیے کہ تو نے اپنے شوہر کی اطاعت کی اور بغیر اجازت گھر سے باہر نہ نکلی۔
در منثور ج ۵ ص ۱۹۶ سطر ۲۹ مطبوعہ مصر میں زوجہ رسول حضرت سودا کے متعلق لکھا ہے
کہ ان سے کچھ لوگوں نے کہا کہ آپ حج و عمرہ کو کیوں نہیں جاتیں فرمایا کہ ایک
بار مجھ پر واجب تھا وہ بجا لائی اسکے بعد میرا یہی حج ہے کہ حکم خدا کے مطابق
اپنے گھر سے نہ نکلوں اور اسی حجرے میں بیٹھی رہوں جس میں رسول مجھے
بٹھا گئے تھے چنانچہ عمر بھر وہ اپنے حجرے سے باہر نہ نکلیں بلکہ مرنے کے بعد
اُن کی لاش نکالی گئی، سبحان اللہ کیا پاکباز بیبیاں تھیں خداوند عالم
تمام مومنین و مومنات کو تاسی و تقلید کی توفیق کرامت فرمائے۔

استدلال از اقوال علمائے متقدمین و متاخرین

اثبات حجاب میں علمائے متقدمین کے اقوال و فتاوے گزشتہ صفحات میں لکھے
جاچکے ہیں صاحب جواہر کا حکم، علامہ کا فتوے اور استدلال پہلی آیت کے ذیل میں
ذکر کیا جاچکا علامہ حلّی کا قول ارشاد میں ہے لا یجوز النظر الی الاجنبیة
الا للحاجة وللطبیب ان ینظر الی عورة الاجنبیة ولا یجوز للمرأة ان
تنظر الی الاجنبی و ان کان اعمیٰ ولا للخصی ان ینظر الیها ولا للاعمیٰ سماع
صوت الاجنبیه یعنی بلا ضرورت اجنبی عورت پر نظر ڈالنا حرام ہے اور طبیب کو
نامحرم عورت کے اعضا پردہ کا دیکھنا جائز ہے نہ عورت کو یہ جائز ہے کہ بلا ضرورت مرد
اجنبی کیطرف دیکھے اگرچہ وہ اندھا ہو اور نہ خصی کو جائز ہے اور نہ اندھا غیر محرم کی آواز
سُن سکتا ہے لمعہ اور شرح لمعہ بھی اس حکم سے متفق ہیں جناب شیخ ماژندرانی
سے سوال کیا گیا کہ بغیر تلذذ ذریعہ مرد زن اجنبیہ جوان یا ضعیفہ کو دیکھ سکتا ہے یا نہیں
آپ نے جواب دیا المرأة الاجنبیة لا ینظر الی وجهها وفی العجوز لا بأس
بہ ط مرد زن اجنبیہ کے چہرے کو کبھی نہیں دیکھ سکتا البتہ کھوسٹ بڑھیا کے دیکھنے
میں کوئی حرج نہیں (ذخیرہ)

اب ہم علمائے متاخرین میں سے اکابر علماء ہند کے فتاوے اس امر کے ثبوت میں
پیش کرتے ہیں کہ وجہ و کفین کا نامحرم کے سامنے ظاہر کرنا کسیطرح جائز نہیں بلکہ ایسے
فعل کی ترغیب دینے والا بھی مورد عذاب و ندامت دنیا و آخرت، مخالف حکم خدا و رسولؐ
اور بے حجابی کے جملہ مفاسد کا ذمہ دار ہے لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ
عَذَابٌ أَلِيمٌ جناب نجم الملة مولانا السید نجم الحسن صاحب قبلہ مدظلہ

بھی اس معاملہ میں استفتار کیا گیا کہ مردوں کو اجنبی عورتوں کے منہ ہاتھ پر نظر کرنا جائز ہے یا نہیں اور عورتوں کو نامحرم مردوں سے ان اعضا کا چھپانا واجب ہے یا نہیں جواب میں قبلۂ ممدوح نے افادۂ عام کے لئے رسالہ **سرادق عفت** تحریر فرما کر مومنین کو ممنون احسان فرمایا جسمیں اوّلا یہ اجمالی جواب دیکر کہ عورتوں کو نامحرم مردوں کا دیکھنا اور مردوں کو نامحرم عورتوں کا دیکھنا باتفاق علمار حرام ہے بلکہ یہ حرمت فی الجملہ اجماعی ہے اور کہا جاسکتا ہے کہ ضروریات مذہب شیعہ سے ہے بلکہ ضروریات اسلام میں سے اور اسیطرح عورتوں کو نامحرم مردوں سے اپنے تمام جسم کا چھپانا بھی واجب ہے اور کسی جزو بدن کا غیر مرد کے سامنے کھولنا جائز نہیں) ۵۶ صفحات میں قران و حدیث سے وجوب حجاب کو تفصیل کے ساتھ ثابت کیا ہے، رسالہ مذکور کے آخر میں **عالیجناب باقر العلوم اعلی اللہ مقامہ فی دار الکرامہ اور شمس العلمار حضرت ناصر الملة مدظلہ العالی** کے جوابات بھی حسب ذیل مرقوم ہیں۔

باسمہ سبحانہ مردوں کو اجنبی عورتوں کے منہ ہاتھ پر عمداً نظر کرنا جائز نہیں بلکہ حرام ہے اور عورتوں کو ان اعضار کا نامحرم سے چھپانا واجب و لازم ہے قران و احادیث کثیرہ اہلبیت طاہرین سلام اللہ علیہم سے پردہ کا واجب موکد ہونا بلکہ اہتمام بلیغ آنحضرات کا اس باب خاص میں ظاہر ہورہا ہے پس پردہ کے مٹانے کی کوشش کرنا معاذ اللہ خدا اور رسول اور معصومین علیہم السلام سے مقابلہ کرنا ہے نستجیر باللہ من ذٰلک واللہ العاصم محمد باقر الرضوی عفی عنہ جرائمہ

الجواب وباللہ التوفیق نظر مذکور حرام ہے اور ستر اعضائے مذکورہ واجب ہے اور جو شخص پردہ مٹانے کی کوشش کرے وہ آثم و گنہگار ہے اور جو جو مفاسد و گناہ اس امر سے تا قیامت پیدا ہوں گے ان سب کا مظلمہ اسی کی طرف عائد ہوگا واللہ العالم ناصر حسین عفی عنہ نقلہ

بلکہ حضرت باقر العلوم اعلی اللہ مقامہ نے بھی اس مبحث میں ایک لسبیط استدلالی و

اجتہادی جدید کتاب اسدال رغاب عربی میں تصنیف فرمائی ہے جو مطبع مرتضوی نجف اشرف میں چھپی ہے اور وجوب حجاب کی بولتی ہوئی دلیل علوم اہلبیت کا ۲۰۲ صفحات میں دو جلدوں کے اندر ادق واتقن ذخیرہ اور ایسی متانت واستحکام پر مشتمل ہے جس سے دلائل و براہین حجاب کے علاوہ مصنف مرحوم کے لاانتہار تعمق اور بے پناہ تبحر کا پتہ چلتا ہے

میں نے بھی اہل ایمان وارباب عرفان کی نظروں میں اپنے طالبعلمانہ ہدیہ کو باوقعت و مقتدر بنانے کے لئے حضرات مجتہدین عظام کثر اللہ امثالہم سے اس مسئلہ میں استفتار کیا اور جواب حاصل کرکے ان انمول موتیوں سے اپنے رسالہ کو زینت دی، حجۃ الاسلام عالیجناب مولانا السید ظہور حسن صاحب قبلہ بارہوی لکھنوی مدظلہ العالی تحریر فرماتے ہیں

باسمہ سبحانہ تعالیٰ، جائز نہیں اور جو کچھ پردے کی مخالفت کیجاتی ہے وہ بیحیائی پر مبنی ہے اور آیہ مبارکہ لَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ الآیہ وغیرہ کے مخالف ہے واللہ یعلم ظہور حسن عفی عنہ

سید الملۃ والدین عالیجناب مولٰنا السید محمد صاحب قبلہ مدظلہ العالی امروہوی تحریر فرماتے ہیں

باسمہ عزاسمہ پردہ مذکورہ واجب ولازم اور آیات واحادیث کثیرہ سے ثابت ہے اور عمداً بلا ضرورت عورت کے کسی عضو پر نظر کرنا غیر مردوں کے لئے حرام ہے اور بے حجابی کے ساتھ بے پردگی کی حمایت نہایت بیحیائی ہے اور ایسی سعی کرنیوالا تمام ان نتائج، قبیحہ کے متعلق مواخذہ دار رہیگا جو بالفعل یا آئندہ تا یوم قیامت اُس کی اس کوشش سے برآمد ہوں - حررہ السید محمد ایدہ الصمد

عزیز العلماء عالیجناب مولٰنا السید یوسف حسین صاحب قبلہ مدظلہ امروہوی

تحریر فرماتے ہیں

سرادق عفت مصنفہ جناب نجم العلماء ملاحظہ ہو حررہ السید یوسف حسین النجفی تقلبہ صدر المفسرین عالیجناب مولنٰنا السیّد علی صاحب قبلہ حائری مدظلہ العالی نے سوال مذکور کے جواب میں مجھے اپنا رسالہ حقیقت پردہ عنایت فرمایا جسمیں علامہ موصوف الصدر نے وجوب حجاب پر آیات و احادیث سے کارآمد و گرانقدر استدلال فرمایا ہے۔

بعض جوابات مجھے حضرات علماء کرام مدظلہم سے طبع اول کے بعد حاصل ہوسکے جو درج ذیل ہیں

عمدۃ العلماء عالیجناب مولنٰنا السیّد کلب حسین صاحب قبلہ مدظلہ العالی لکھنوی تحریر فرماتے ہیں

باسمہ سبحانہ مرد کو عمداً بلاضرورت شرعی نامحرم کے اعضا پر نظر کرنا حرام ہے اور یوں ہی عورت کو پردہ کرنا واجب ہے جو شخص پردہ اٹھانے میں کوشش کرے وہ بلاشبہ فاسق ہے واللہ یعلم حررہ السید کلب حسین عفی عنہ

(نقل مہر)

زبدۃ العلماء عالیجناب مولنٰنا السیّد محمد ہادی صاحب قبلہ مدظلہ العالی لکھنوی تحریر فرماتے ہیں اور آنجناب کے فتوے پر ہی صدر المحققین عالیجناب مولنٰنا السیّد محمد صاحب قبلہ مدظلہ العالی لکھنوی کے تائیدی دستخط مبارک ثبت ہیں

باسمہ سبحانہ عورتوں کو اپنی صورت اور ہاتھ وغیرہ کو مرد اجنبی سے چھپانا واجب ہے مرد کو زن اجنبیہ کی صورت اور ہاتھ وغیرہ پر نظر کرنا بعنوان لذت حرام ہے اور بغیر لذت کے پہلی نظر جو اتفاقاً پڑ جائے اسمیں مضائقہ نہیں اور دوبارہ نظر کرنا اگرچہ لذت و ریبہ نہو وہ بھی حرام و گناہ کبیرہ ہے البتہ ضرورت میں بقدر ضرورت بشرطیکہ لذت نہو اور نہ خوف فساد ہو نظر کرسکتا ہے و ہو العالم

محمد ہادی الرضوی سید محمد عفی عنہ بقلمہ

سید العلماء عالیجناب مولانا السید علی نقی صاحب قبلہ مدظلہ العالی لکھنوی تحریر فرماتے ہیں اور آنجناب کے فتوے پر ہی ممتاز العلماء عالیجناب مولنا السید ابوالحسن صاحب قبلہ مدظلہ العالی لکھنوی کے تائیدی دستخط مبارک ثبت ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم عورتوں کو منہ ہاتھ کا چھپانا غیر مردوں سے مثل دیگر اعضائے بدن کے ضروری ہے اور مردوں کے لیئے نظر بھی اجنبی عورتوں کے چہرہ اور ہاتھ پر جائز نہیں ہے واللہ یعلم علی نقی النقوی عفی عنہ

(نقل مہر)

باسمہ سبحانہ ولہ الحمد الجواب صحیح فقط ابوالحسن النقوی بقلمہ

(نقل مہر)

وجوب حجاب کے متعلق اسقدر کافی ووافی ثبوت بہم پہنچانے کے بعد ہم کہتے ہیں کہ اگر بعض علماء کے فتاوے اس عبارت پر مشتمل ہیں کہ (اگر خوف تلذذ وریبہ نہو تو زن اجنبیہ کو نامحرم مرد کے روبرو ہاتھ منہ کھولکر آنا جانا جائز ہے) تو اسکا یہ مطلب لینا کہ عام مردوں کے سامنے عورتیں اسطریقہ سے آسکتی ہیں یہ ظواہر آیات کے خلاف اور احادیث واجماع علماء کے منافی ہے بلکہ ایسے مقام پر مفتیان شرع متین کا یقیناً یہ منشاء سمجھا جائیگا کہ ایسے اقارب کے سامنے عورتیں دست و رو برہنہ آسکتی ہیں جن سے آجکل رواجاً پردہ نہیں کیا جاتا مثلاً چچازاد ماموں زاد اور پھوپی زاد بھائی وغیرہ اسلیئے کہ اگر نکل سکتے ہیں تو صرف یہی لوگ ایسے نکل سکتے ہیں جنکے متعلق تلذذ وریبہ کا احتمال کم ہوسکتا ہے ورنہ قرابت قریبہ نہونے کی صورت میں کسی شخص کے سامنے تلذذ وریبہ سے امن نہیں (کما مر) یا ان بعض علماء کی یہ اجازت ایسے بڈھے کھوسٹ متعلقین اور غیر ممیز بچوں کے بارے میں شمار کیجائیگی جو عورتوں سے بالکل بیواسطہ اور بے شہوت ہو جاتے ہیں اور جنہیں زبان قدرت نے پہلی آیت میں اَوِ التَّابِعِیْنَ الآیہ کہکر واجب الحجاب لوگوں سے مستثنیٰ فرمایا ہے

اور علمار کے اس قسم کے اقوال میں اس احتمال کے پیدا ہوتے ہوئے کوئی استدلال کارآمد نہیں رہتا اسلئے کہ اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال ورنہ کسی صاحب فتوٰی کے قلم سے مطلقاً وجوب حجاب کے خلاف کوئی حرف نکل جانا تو درکنار عوام الناس بھی اس بات کو سمجھ سکتے ہیں کہ بے پردگی محض ایک ہی گناہ نہیں بلکہ مجمع معاصی، اور مرکز کبائر ہے چنانچہ مشاہدہ شہادت دنیا ہے کہ تعلقات زن وشوہر میں خلل آجانے اور باہم نفاق پڑ جانے کی تباہیاں، رقص وسرود ناچ رنگ سے پیدا ہو جانے والی ہولناک بربادیاں اور زنا جیسے شرمناک گناہ کی وجہ سے رونما ہونیوالی رسوائیاں وغیرہ وغیرہ سب اسی غیرت سوز معصیت کے مفسدہ خیز نتائج ہیں فنستجیر باللہ من کل امر شنیع وقبیح ونحمدہ علی ما علمنا من الصحیح والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الذی نطق بالفصیح واٰلہ الذین الھمونا معارف الحق بالتوضیح والتشریح (ماہ ۱۳۵۱ھ)

توثیق از حجۃ الاسلام عمدۃ المتفقہین زبدۃ المتکلمین سید العلمار جناب مولٰنا السید محمد صاحب قبلہ مدظلہ مجتہد العصر امروہوی

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ حامداً ومصلیاً امر ناقابل انکار ہے کہ شریعت اسلام جسپر عمل کرنے کا ہمیشہ اہل اسلام کو فخر حاصل رہا ایسا مکمل قانون الٰہی ہے کہ عبادات معاملات، اخلاقی ومعاشرتی ہدایات ہر امر کی تفصیلات اسمیں موجود ہیں یقیناً ان احکام کا اتباع دنیا کی باعزت زندگانی اور آخرت کی نعمت جاودانی کا باعث تھا مگر افسوس کہ آج ان کی پابندی میں خلل آگیا جسکا یہ نتیجہ ہوا کہ اسلامی جہاز طوفانی ہو رہا ہے، ذلت ورسوائی کی آندھیاں آرہی ہیں، کسقدر عبرت خیز ہے یہ منظر کہ عورتوں کی پردہ داری کے خلاف پردہ دری میں اسلام واہل اسلام کی ترقی کا راز

مضمر سمجھا جائے مبارک ہیں وہ مساعی جمیلہ جو بسلسلۂ حمایت دین مبین و نصرت
شرع متین جاری ہیں کہ جنمیں سے ایک یہ رسالہ شریفہ و عجالہ لطیفہ ہے جسکو عزیز
روح، حبیب لبیب، ادیب اریب، نخبۃ الاصفیار، زبدۃ الفضلار مولوی السید
محمد مجتبیٰ صاحب زاد فضلہم نے حلیۂ تصنیف و تالیف سے آراستہ و پیراستہ کیا ہے
سلیس عبارت میں اس رسالہ کا ہر عنوان بوجہ سہولت بیان، موجب کمال عرفان و اتقان،
اور باعث ازدیاد ایمان، مخالفین کا قاطع لسان ہے، اس مختصر تالیف منیف و لطیف
میں حامیان بے حجابی کے مکائد کو مع دنداں شکن جوابات کے اصولی تقریرات میں خوب
واضح کیا گیا ہے جس سے ان کے خیالات و شبہات ناظرین باتمکین کو اچھی طرح نمود بے بود
و مفقود الوجود ثابت ہو جائینگے اور انشاء اللہ تعالیٰ فاضل مولف کی یہ سعی مشکور ہوگی۔

حررہ السید محمد ایدہ الصمد [نقل مہر]

توثیق از حجۃ الاسلام صدر المحققین، بدر الناطقین عمادۃ العلمار جناب مولانا السید
کلب حسین صاحب قبلہ مدظلہ و مجتہد العصر لکھنوی۔

باسمہ سبحانہ و لہ الحمد، جب دماغ میں اصول مذہب کی گنجائش ہوتی ہے تو احکام
مذہب کی پابندی بھی مد نظر رہتی ہے لیکن جس وقت جڑیں ہی نہ قائم ہوں تو شاخ و ثمر کی نمود نا ممکن
ہے، یہی سبب ہے کہ برقی روشنی میں آنکھیں کھولنے والے نور ایمان سے بے بہرہ ہونے کی وجہ سے
کبھی تو آزادی کے ساتھ مذہب ہی کے مہمل ہونیکا اعلان اور کبھی باطنی لا مذہبیت پر پردہ
ڈالکر فروع کی مخالفت کا اظہار کرتے ہیں؛ ان احکام کی فہرست طویل ہے جنکی تحقیق
کی جارہی ہے مگر سب سے زائد اہم مسئلہ جو پوری قوتوں کے صرف کا مرکز ہے وہ پردۂ نسوان ہے
جسکے مٹے بغیر بہت سی تفریح گاہیں بے نمک اور نگاہ مشتاق جنت نظیر کے نظارے سے محروم ہے
قیامت یہ ہے کہ بے پردگی کے جواز میں قرآن کی آیتیں نقطۂ نظر ہیں مگر وہ اپنی ابتدائی سطر
میں آواز دے رہا ہے کہ ذٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِلْمُتَّقِينَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ

بِالغیب۔ اس کتاب میں کوئی شک و شبہ نہیں ہدایت کرنے والی ہے اُن متقین کے لئے جو غیب پر ایمان لا چکے ہوں لہذا جب تک تقویٰ نہو کتاب خدا ہدایت کرنے پر تیار نہیں اسوجہ سے کہ جو متقی ہوگا وہ آیات خدا میں خواہشات نفس کو الگ رکھے گا مگر جسمیں تقویٰ نہیں اسے الفاظ کو اپنے مفاد کے مطابق بنا لینے میں کوئی روک نہیں اور یہاں سر سے تقوے کا نام کسی ایک مسئلہ پر بھی نظر نہیں آتا مگر قرآن سے اظہار تمسک کی کوشش ہے۔

خداوند عالم اجر جمیل عطا کرے ان مجاہدین راہ خدا کو جنکے مذہبی جذبات نے خاموش رہنے دیا اور غیبت امام میں جہاد بالسیف حرام ہونے کے بعد قلمی جہاد شروع کر دیا انہیں حضرات میں جناب مستطاب فقیہ فاضل، ادیب کامل مولوی **السید محمد مجتبیٰ** صاحب قبلہ صدر الافاضل دامت برکاتہ کا نام نامی امتیازی صورت سے پیش کرنے کی قابل ہے جن کی تصنیف و تالیف کے سلسلے نے خدمات قومی میں بے نظیر کڑیاں بڑھا دی ہیں اسوقت میری پیش نگاہ رسالہ **اثبات الحجاب** ہے جو اپنے نام ہی سے غرض تصنیف کو کو ظاہر کر رہا ہے ممدوح نے اس رسالہ میں بہت مستحکم اور مرغوب طریقوں سے پردے کے وجوب کو ثابت کیا ہے اور یقیناً اردو میں ہونے کی وجہ سے صاحبان دیانت و انصاف کیواسطے بہت زائد پر منفعت ہے خداوند عالم مصنف کو جزائے خیر اور مومنین کو ممدوح کے کاموں میں مدد دینے کی توفیق عنایت کرے واللہ الموفق حررہ السید کلب حسین بقلمہ

(نقل مہر)

(اطلاع) واضح ہو کہ دونوں تقریظیں پہلے ایڈیشن پر ہیں پہلی تقریظ قبل طبع حاصل ہو گئی تھی اسلئے طبع اول میں موجود تھی اور دوسری بعد طبع حاصل ہو سکی اسلئے اب ضم کی جارہی ہے والسلام "مصنف"

تاریخ کتاب ہذا از عزیز المنزلت، وقیع المرتبت سعید الکونین
جناب سید شوکت حسین صاحب شوکت بگنالوی متعلم سید المدارس امروہہ

صفحہ نور دنیا صفحہ اثبات حجاب
جس سے ایمان پہ صیقل ہو مکمل ہو یقیں
دوسری مرتبہ چھپنے کی جو نوبت آئی
کہا شوکت نے معمّا اے زہے تحریر متین

سنہ ۱۳۵۱ ہجری

ایضاً از عمدۃ الشعراء، زبدۃ الفضلاء، فخر الاحباب والامثال
جناب مولانا السید نسیم حسن صاحب ہلال امروہوی دام مجدہ العالی فقیہ فاضل
مولوی سید محمد مجتبیٰ

واہ کیا لکھی کتابِ مستطاب
طبع اول سب نے ہاتھوں ہاتھ لی
سعی کہ مشکور ہے بیشک جناب
طبع جب بار دگر ہونے لگی
دلکش و برحق کتابِ لاجواب
لکھدی یہ تاریخ ہم نے ای ھلال
لاجواب و دلکش اثبات الحجاب
۱۳۵۲